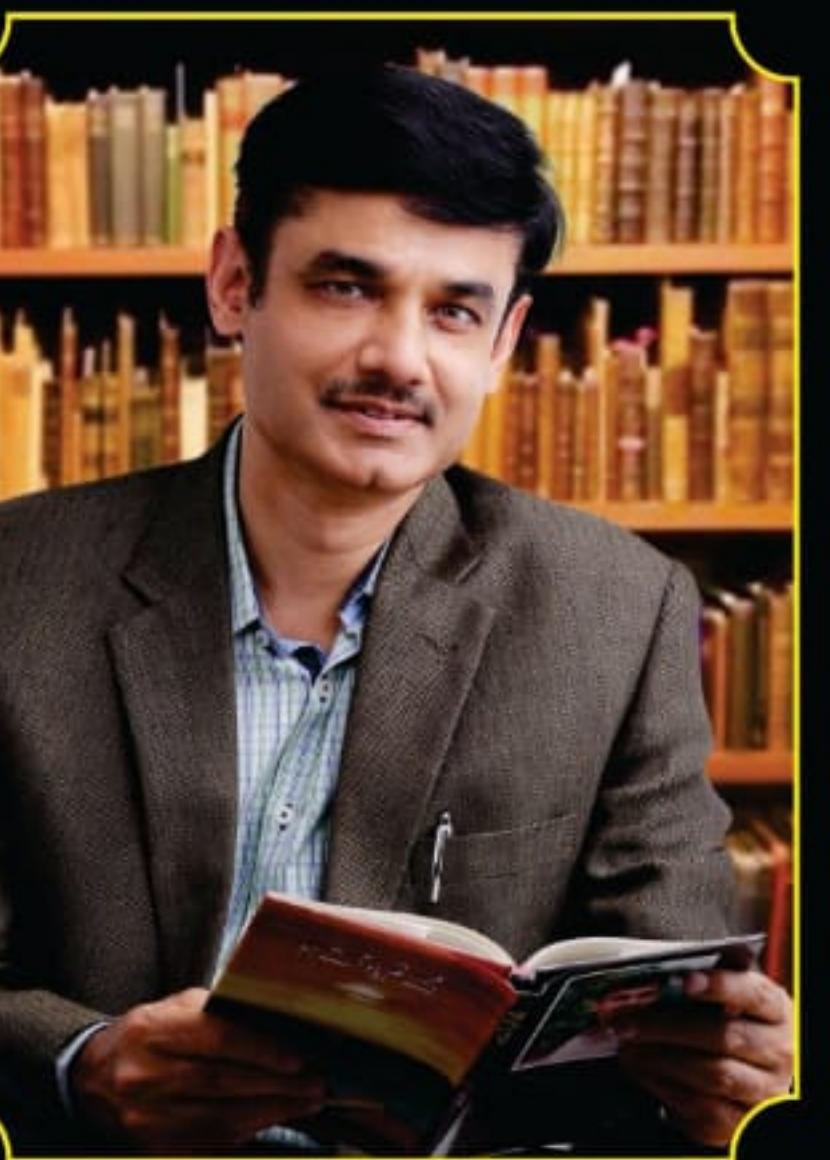


فطرت آشنا شاعر

ہمارے ناقدین کے مقنی رویوں نے بہت سے لکھاری موت کے گھاٹ اسٹار دیئے اس بے رحمی اور کجھ فہمی سے تخلیق کا آپریشن کرتے ہیں کہ لکھاری اپنی کاؤش کو اپنا جرم سمجھنے پر مجبور ہو جائے تو اس دور انحطاط میں ادب کی بات کرنا ادب سے متعلق ہونا ہی بڑی بات ہے جو لکھنے پڑنے کا کام کر رہا ہے وہ حقیقی معنوں میں مجاہد ہے اور جہاد کر رہا ہے ہمیں اسے اور اسکے کام کو سراہنا چاہیئے تاکہ وہ مزید آگے بڑھے اور اسکا کام نکھرتا چلا جائے۔

ڈاکٹر حماد نے اپنی شاعری میں اپنا دل کھول کر سامنے رکھ دیا ہے اُنکی شاعری دل سے پڑھیں گے تو یہ شاعری دلوں کو چھوٹی چلی جائیگی اور دل میں اپنی جگہ ضرور بنائے گی محبت ملن جدائی وصل فراق بہار خزاں بادل برکھارم جبھم چاند ستارے چاندنی پچھول شبنم اور خوشبو کے حسین رنگوں سے مزین کلام جس میں عصری شعور کی آمیزش بھی ملے گی ڈاکٹر حماد احمد بھٹی ایک باشور شاعر ہے۔

حفیظ شہزادہ باشی



گلوں میں رنگ بھرتے ہیں تمہارے مُسکرانے سے
دیوانے رقص کرتے ہیں تمہارے مُسکرانے سے
میرے دل میں جو ہیں حماد، وہ گزرے وقت کے گھاؤ
وہی سب زخم بھرتے ہیں تمہارے مُسکرانے سے

تمہارے مُسکرانے سے

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی اردو اور پنجابی کے معروف شاعر ہیں وہ پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر ہیں لیکن شاعری اُنکی محبت ہے۔ اب تک اُنکی دو تصنیف ””محبہ تم یاد آتے ہو““ اور ””امریکہ کے کوہ ساروں میں““ کے ناموں سے شائع ہو چکی ہیں۔ اسوقت اُنکا دوسرا جمیوعہ کلام ””تمہارے مُسکرانے سے““ مرے زیر مطالعہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب اول د آخر محبت کے شاعر ہیں۔ اُنکے ہاں محبوب کی مُسکراہٹ سے کشید کی گئی تخلیقی شاعری انتہائی قابل قدر ہے۔ وہ محبت کی نفیات کو انتہائی سادہ اور دلنشیں انداز میں بیان کرتے ہیں۔ یہی وہ سادگی ہے جس کے لیے ہمارا ہر شاعر کو شاہ رہتا ہے۔ یہی وہ شاعری ہے جو دل سے نکل کر دلوں کو تنفس کرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شاعری سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محبت سے دنیا کو خوبصورت بنانے کے لیے شعر کرتے ہیں اور یہی ان کی خوبصورتی ہے۔

عبدالباسط

بسم الله الرحمن الرحيم

تمہارے مسکرانے سے

ڈاکٹر محمد احمد بھٹی

جملہ حقوق محفوظ بحق مصنف

کتاب	تمہارے مسکرانے سے
شاعر	ڈاکٹر جمادی احمد بھٹی
اشاعت اول	ستمبر 2020ء
تعداد	500
کمپوزنگ، ترجمین	دشاو حسن شاہ
قیمت	300 روپے
مطبع	انتخاب الحدید، لاہور

آنر شپ بلکیشنز لاہور

0300-3912934

Email:hafeezshahzadhashmi1@gmail.com

فہرست

39	(17) چل رہا ہوں جو راہیں اسکی ہیں			(1) مآخذ
41	(18) قربان کرتے ہیں اپنی ان فقیر لوگ			(2) انتساب
42	(19) اسکی جھکتی لرزتی کمال آنکھیں	12		(3) محبت کا شاعر
44	(20) گلوں میں رنگ بھرتے ہیں تمہارے مُسکرانے سے	13		(4) فطرت آشنا شاعر
45	(21) ایک دعا	15		(5) پیش لفظ
47	(22) غم ہوں جتنے بھی مُسکرا دینا	16		(6) حمد
49	(23) میں ہوں گنہہ گاریہ پارساوں کا شہر ہے	20		(7) نعمت
51	(24) پھیلا ہوا فضائیں تیرے چہرے کا رنگ ہے	24		(8) یونہی تو نہیں ہے کائنات دیوانی حسین کی
52	(25) لب پہ جو حرف دعا رکھتے ہیں	25		(9) میراوطن
53	(26) یہ سورج ہے تو ڈھلنے دو	26		(10) مرشد جی
54	(27) دوسرا ہاتھ	27		(11) فقیر
55	(28) جو کچھ برا کہا مجھے تم نے عتاب میں	29		(12) سوال
56	(29) کہاں ہو تم ہم وہیں کھڑے ہیں	30		(13) کسی کے لیے دل دھڑکنا ہی محبت ہے
57	(30) لب ہیں خاموش مگر بولتی آنکھیں	32		(14) بچھڑے لمحوں کو یاد کرتے ہیں شاعر
59	(31) اک حادثہ ہوا چاندنی رات میں	33		(15) عجیب ہیں اسکی چاہتیں، قربتیں، محبتیں
60	(32) خواب سارے مر گئے ہیں	35		(16) وہ پھول کی خوشبو ہے کہ بادارم ہے
62	(33) محبتیں کی کمال بارش	36		
63	(34) شہر میں آ کر سن بھل گیا ہوگا	38		

91	(53) ہر ستارہ سحاب ہو جیسے	65	(35) روتے ہوؤں کوہنسا نے کا وہ ماہر ہے
93	(54) اس عارضی دنیا پر مرتے ہوئے مجبور لوگ	67	(36) خزاں رسیدہ چمن میں گل کھلانیں گے اب کے برس
95	(55) محبت ایک سیدھی سڑک ہے	69	(37) آخری خواہش
97	(56) شرک	70	(38) ایک شعر
98	(57) گلاب رنگ سارے ہمارے ملنے کے منتظر ہیں	71	(39) بہت آرام سے سوتے ہیں جن کی مائیں ہوتی ہیں
99	(58) آپنے سر پر جب رکھتی ہو	73	(40) اُسکی باتیں سردی میں جیسے دھوپ سی چائے
100	(59) جذبات کو لفظوں کی قبادینے لگے ہیں	74	(41) میرا شہر لا ہور ہے
101	(60) سب کا دل سے دھیان رکھنا	75	(42) خزاں رسیدہ شام
102	(61) تم سے میری شکاستیں کیسی	76	(43) مسیحا
103	(62) کیا خوب انداز ہے پیرا ہن کی سجاوٹ تو دیکھئے	77	(44) موبائل فون
105	(63) چائے	81	(45) باتوں سے اک بات بنائیں سچے دوست
107	(64) وہ شہباز تھا	82	(46) خوشیوں کے سمندروں میں ساتھ بہتے تھے مجھے سب یاد ہے
109	(65) میرا بھائی	83	(47) ICU ہے اور میں ہوں
111	(66) لگتا ہے لوگوں میں احساس نہیں ہے	85	(48) رفتہ رفتہ وہ معروف ہوتے ہو گئے
112	(67) تو نے دیکھی ہیں وہ مر جھائی آنکھیں	86	(49) تاج محل
114	(68) جھوٹے سچے سب کمالات ہیں روٹی کیلئے	87	(50) جیسا کروے ویسا بھرو گے کہا بھی تھا
116	(69) ماہ تماں	88	(51) قطعہ
117	(70) بیتے الحنوں کو یاد کرتے ہیں	89	(52) نیانیا جب پیار ہوتا ہے

151	(89) مولا	118	(71) سانح
152	(90) جو بھی ہیں سنجدہ لوگ	120	(72) اماوس
154	(91) چاندنی شب میں ڈھلتی شام ہے	123	Daily Routine(73)
156	(92) آج خود کو بھلا کے بیٹھا ہوں	125	(74) پاگل بڑکی
157	(93) جانے کیسا یہ عذاب ہے	127	(75) حال ہوتا ہے کیسا غربت سے
159	(94) پوری رات کا جوبن ہے	128	(76) گھنگھرو باندھے پاؤں میں
	✿✿✿✿	130	(77) وہی انسان سب کی جان ہوتے ہیں
		131	(78) لو میں ہار گیا
		132	(79) کتنا خود میں بدل گیا ہے
		134	(80) انگھیلیاں
		136	(81) عورت
		138	(82) باپ
		140	(83) جگری یار
		142	(84) چنیوٹ
		144	(85) قیامت پھی ہے و باوں کے دن ہیں
		146	(86) ہر کسی کی کڑوی باتیں پی جانا بھی حکمت ہے
		148	(87) اُس نے بر باد کیا مجھے بس ہنسنے ہنسنے
		150	(88) کبھی جیتا ہوں کبھی مرتا ہوں مگر چپکے سے

مآخذ

”انسان سے محبت وہی کر سکتا ہے جس پر خدا مہربان ہو۔“

واصف علی واصف

”محبت کا دروازہ صرف ان لوگوں پر کھلتا ہے جو اپنی انا، اپنی ایکو اور اپنے نفس سے جان چھڑالیتے ہیں۔“

اشفاق احمد

”اپنی انا کو کسی کے سامنے پامال کر دینا عشقِ مجازی ہے اپنی انا کو بہت سوں کے آگے پامال کرنا عشقِ حقیقی ہے۔“

بانو قدسیہ

انتساب

(حیرا کے نام)

جو میرا قلم میرا فرطاس میری زندگی کی کتاب ہے
اُس پہلی اور آخری محبت کی نذر میرا انتساب ہے

منتشر خوابوں کو کر دیا اپنے کول وجود سے کیتا
جوروز و شب میں ہر قدم میری زندگی کا انصاب ہے

وہ کم گو ہی سہی مگر سخنوری کبھی دیکھو تو
اُس کی خاموش محبت میری روح کا رُباب ہے

ما یوسیوں اور اندر ہیروں کے گھن چکر میں وہ دیپ
جانگداز کا نٹوں میں جیسے کھلتا مسکراتا گلاب ہے

محبت کا شاعر

ڈاکٹر جماد احمد بھٹی اردو اور پنجابی کے معروف شاعر ہیں وہ پیشہ کے اعتبار سے ڈاکٹر ہیں لیکن شاعری انگی محبت ہے۔ اب تک انگی دو تصانیف ”محبھے تم یاد آتے ہو“ اور ”امریکہ کے کوہساروں میں“ کے ناموں سے شائع ہو چکی ہیں۔ اسوقت انکا دوسرا مجموعہ کلام ”تمہارے مسکرانے سے“ مرے زیرِ مطالعہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب اول و آخر محبت کے شاعر ہیں۔ انکے ہاں محبوب کی مسکراہٹ سے کشید کی گئی تخلیقی شاعری انتہائی قابل قدر ہے۔ وہ محبت کی نفیسیات کو انتہائی سادہ اور لنшин انداز میں بیان کرتے ہیں۔ یہی وہ سادگی ہے جس کے لیے ہمارا ہر شاعر کوشش رہتا ہے۔ یہی وہ شاعری ہے جو دل سے نکل کر دلوں کو تسبیح کرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی شاعری سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ محبت سے دنیا کو خوبصورت بنانے کے لیے شعر کرتے ہیں اور یہی ان کی خوبصورتی ہے۔

عبدالباسط



روشن رہے اُسکی جبین اور مسکان ہونٹوں پر جو میرے اندھیروں میں آفتاں اور ماہتاب ہے

ایک نہیں اگلے ساتوں جنم بھی اس کے نام اُس کے نام میرا ہے بڑھا پا جسکے نام شباب ہے

اس کے ہاتھوں میں خدا یا مزید شفارہے جماد جود درمندوں کے سبھی سوالوں کا تشفی جواب ہے



فطرت آشنا شاعر

شعر عطیہ خداوندی ہے کائنات میں رب کی تخلیقات سے محض آشنای نہیں بلکہ بھرپور آشنای ضروری ہے تخلیقات کی پذیرائی اسی صورت ممکن ہے جب آپ مینا ہوں فطرت کے حسین رنگوں کو اپنے انداز سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ پھول خوشبو شبنم چاند چاندنی کھیت کھلیاں میدان پہاڑ سمندر دشت بیابان شجر شمر روشنی تیرگی اندھیرا اجالا سحر شام سورج دھوپ بادل بر کھاساون ندیا جھرنے ہوا نئی فضا نئی گل گلستان طاریان چمن صیاد اور بھنورے سمجھی موجود ہیں ایک زبان رکھتے ہیں مزاج رکھتے ہیں انکے اپنے روئے ہیں یہ بات کرتے ہیں خوش بھی ہوتے ہیں اداس بھی، رقص بھی کرتے ہیں اور کبھی انکی سسکیاں اور بین بھی سنائی دیتے ہیں انکے اپنے رنگ اور موسم ہیں جو ہر ایک نفر کو نظر آتے ہیں نہ کلام کرتے ہیں یہ شاعر ہی کو شرف حاصل ہے کہ یہ اس سے ہمکلام ہوتے ہیں اپنی کیفیات کا اظہار کرتے ہیں اور شاعر ایک مترجم بن کر لکھتا چلا جاتا ہے ان سب کی ہیئت صورت شکل اسکے خدو خال لمح کی شیرینی آواز کی حلاوت محبت کی تلاوت مزاج کے موسم رنگوں کی بہار

اور خوبصورت تخیلات کا حسن، ہی شاعری کہلاتی ہے فی زمانہ شاعری عجیب و غریب نشیب و فراز سے گذر رہی ہے انٹرنیٹ کی بدولت شعر چوری کرنا انتہائی آسان اور لمحوں کا کھیل بن گیا ہے اس میں تحریف معمولی روبدل کر کے اسے اپنے نام سے اپ لوڈ کر کے دادو تحسین بھی سمیٹی جاتی ہے اس دور کا دوسرا المیہ یہ ہے کہ ہم متعلقین کے مقلدین بن کر رہ گئے ہیں شاعری میں صدیوں پہلے استعمال ہونے والے استعارے تراکیب بندش ٹیکنا لو جی اور مواد ہی استعمال کرتے چلے جا رہے ہیں مثال کے طور پر ہم مرکری بلب کے دور میں ”دیا“، لکھ رہے ہیں پسلک لاشکوف ایٹم بم کے دور میں تیرنوار خیز نشرت وغیرہ کو تاحال شاعری کا حصہ بنائے ہوئے ہیں روایت کی اس انہی تقليد سے ایک تو ہم نقال بن کر رہ گئے ہیں دوسرا اپنے زمانے میں نہیں ہیں یعنی ہوتے ہوئے بھی نہیں ہیں کیونکہ ہر دور کے شعرا نے شاعری اپنے دور کی، ہی کی جس میں انکے مسائل، زبان، عام طور پر بولے جانے والے الفاظ استعمال ہوئے ہر زبان اپنے دامن میں نئے الفاظ سموں کی گنجائش رکھتی ہے عصر حاضر میں کئی انگلش و رڈزار دوزبان میں جذب ہو کر اسکا حصہ بن چکے ہیں جیسے ٹینشن۔ سوری۔ آئی لو یو۔ ہم اگر اس زمانے میں موجود ہیں تو ہمیں اپنی شاعری اور نشر دنوں میں رانچ

زبان کو لانا چاہیے جس میں ہمارے زمانے کے مسائل کی فوٹوگرافی ہو زبان کا عکس سوچ کی تصویر اور خیال کی شکل ہو جو الفاظ زبان میں جگہ بنا چکے انھیں تقریر میں تو لا یا جا چکا تحریر میں بھی لا یا جائے تاکہ آنے والے لوگ ہمارے زمانے کو ہماری شاعری میں دیکھ سکیں۔

شاعر اپنی قلبی واردات فطرت کی (attraction) اور اپنی (observation) سے اپنا مقام بناتا ہے جتنی گہری سوچ ہوتی ہے ویسے لکھتا ہے حماد کی شاعری فطری حسن کی عکاس محبت کی آمین چاہت کی محافظت اور حسین جذبوں کی ترجمان ہے یہ اگرچہ میدان سخن میں نواز اور نووارد ہیں لیکن انکے پاس تخیلات کا ایک خزانہ ہے جو بہت ہی خوش آئند بات ہے خیال کا آنا، ہی شاعر کے شاعر ہونے کی دلیل ہے وقت کے ساتھ ساتھ خوبصورت پیرائے میں اظہار ہونے لگتا ہے اور مشق سخن سے شاعری نکھرتی چلی جاتی ہے ہمارے ناقدین کے منفی رویوں نے بہت سے لکھاری موت کے گھاٹ اتار دیئے اس بے رحمی اور کچھ فہمی سے تخیلیق کا آپریشن کرتے ہیں کہ لکھاری اپنی کاؤش کو اپنا جرم سمجھنے پر مجبور ہو جائے سو اس دور انتظام میں ادب کی بات کرنا ادب سے متعلق ہونا، ہی بڑی بات ہے جو لکھنے پڑھنے کا کام کر رہا ہے وہ حقیقی

معنوں میں مجاہد ہے اور جہاد کر رہا ہے ہمیں اسے اور اسکے کام کو سراہنا چاہیئے تاکہ وہ مزید آگے بڑھے اور اسکا کام نکھرتا چلا جائے۔

ڈاکٹر حماد نے اپنی شاعری میں اپنا دل کھول کر سامنے رکھ دیا ہے انکی شاعری دل سے پڑھیں گے تو یہ شاعری دلوں کو چھوٹی چلی جائیگی اور دل میں اپنی جگہ ضرور بنائے گی محبت ملن جدائی وصل فراق بہار خزاں بادل برکھارم جھنم چاند ستارے چاندنی پھول شبتم اور خوشبو کے حسین رنگوں سے مزین کلام جس میں عصری شعور کی آمیزش بھی ملے گی ڈاکٹر حماد احمد بھٹی ایک باشур شاعر ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ڈاکٹر حماد کو مزید کامیابوں سے نوازے اور یہ دنیا میں شاعری سے ہی اپنی منفرد پہچان بنائے۔ آمین

حفیظ شہزادہ اشٹی
شاعر، صحافی و کالم نگار



پیش لفظ

وہ جذبہ جو انسان کو قادر مطلق نے خصوصاً و دیعت فرمایا ہے وہ ہے احساس۔ جو اسے دوسرے ذی روح سے مُمیز بھی کرتا ہے اور اشرف الخلوقات بھی بناتا ہے۔ حواسِ خمسہ کے ساتھ ساتھ اگر جمالیاتی حس بھی موجود ہو تو ادبِ جنم لیتا ہے پھر وہ موسیقی ہو، نقش گری ہو، فنونِ لطیفہ ہو یا شاعری ہو قدرت کی محیر العقول عجوبہ کاریوں کے حسین امتزاج سے انسان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ کسی بھی عمل کو جو بھی رد عمل دیا جاتا ہے وہ اس انسان کا فطری عمل ہوتا ہے جس میں اسکی وراثت اور ماحول اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ شاعری بھی ایسے ہی کوئی جذبات کے اظہار کا نام ہے۔ اسی طرح جو میں نے محسوس کیا اور دل کی اتحاد گہرائیوں سے صفحہ قرطاس پر قلمبند کیا وہ میرے احساسات ہیں۔ واصف علی واصف صاحب نے اسی لیے فرمایا ہے کہ ”ہمیں بہت زیادہ علم کے مقابلے تھوڑے ادب کی زیادہ ضرورت ہے۔“

میری پہلی تصنیف ”امریکہ کے کوہساروں میں“ اور پہلے نشری نظموں کے مجموعے ”مجھے تم یاد آتے ہو“ کی اشاعت کے میں اور پچھیں سال

بعد دوبارہ لکھنے کا عرصہ صرف اسی ہچکچا ہٹ میں گزر اکہ غزل گوئی ایک بہت نازک اور باری کی کا کام ہے جس میں شاعر ایک جو ہری کی طرح ایک ایک لفظ ایک موتی کی طرح شعروں کی لڑی میں پروتا ہے تو شاعری کا حسن دو بالا ہوتا ہے۔ اسی سوچ اور احساس کو جب محبت، الفت، عبادت، عقیدت اور نفرت کی حرارت پہنچتی ہے تو کندن بنتا ہے۔

میڈیکل کے شعبے کے ساتھ ساتھ اپنی روح کی آبیاری کرنا اور اسے شعروں کے سانچے میں ڈھالنا یقیناً جان جو کھوں کا کام تھا۔ لیکن شاید یہ ہونا تھا۔ سو لکھتا رہا۔ احباب کی حوصلہ افزائی سے کارواں بنتا رہا اور آج یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہونا میرے لیے باعثِ اعزاز ہے۔ سائنس کا طالب علم ہونے کے ساتھ اردو ادب کا شائق ہونے کے ناطے نت نئے تجربات میری ذات کا حصہ ہیں۔ آج بھی میں نظم، نثری نظم، نثر، غزل اور مسلسل غزل کے مابین انجمن کا شکار ہوں اور ان کے اشتراک سے جنم لینے والی نئی اصناف اور اصطلاحات کے رانچ ہونے کا خواہاں ہوں۔ جیسا کہ نثری نظم کو اگر ”شم“ یا غزل اور نظم کے اشتراک کو اگر ”غنظم“ کا نام دے دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ اسی طرح اگر ایک ہی موضوع پر لکھی گئی غزل کو عنوان دے دیا جائے یا نظم کہا جائے تو کیا عذر

ہے (اس ادبی گستاخی پر پیشگی معدودت)۔

یوں سمجھیے پچیس برس پہلے شروع ہونیوالا محبتوں، الفتوں، فرستوں اور شدتلوں سے شروع ہونے والے سفر کا ٹھہراؤ اس وقت عقیدتوں، حکمتوں، سمجھتوں اور معرفتوں کی منزل پر ہے البتہ اگر آپ کی حوصلہ افزائی شامل حال رہی تو پنجابی اور اردو میں مزید طبع آزمائی کی خواہش ہے۔ ان غزلوں اور نظموں میں آپ کو عشق مجازی اور حقیقی کا ایک سفر ملے گا جس میں آپ کو مسکراہٹوں، محبتوں، بارشوں، خوشبوؤں، چائے کی محفلوں، وباوں، حستوں، دعاوں اور مختلف رشتتوں سے عقیدتوں اور انکی یادوں کے مختلف پڑاؤ ملیں گے۔

دیا رغیر سے یہ کتاب لکھنے میں شب و روز مد میرے دوست اور چھوٹے بھائی ظہیر عباس لونے والہ کی مر ہوں منت ہے۔ میرے جگری یا راجہ منصور کا تعاون بلا مشروط حسب سابق شاملی حال رہا۔ ہمد م دیرینہ شہزاد احمد تفضل نے بیس پچیس سال بعد بھی کمال محبت اور محنت سے میری پہلی دونوں کتابوں کی طرح اس کتاب کا سرور قبھی مزین کرنے میں میری مدد فرمائی ہے۔ حفیظ شہزاد ہاشمی صاحب کی ہر لحظہ میری راہنمائی اور حوصلہ افزائی اس کتاب کے ہر لفظ سے جملکتی ہے۔ یہ انہی کی شبانہ روز محنت اور ریاضت ہے کہ میرے آڑھے تر پچھے الفاظ مرتب

ہو کر شائع ہو سکے۔

اس کتاب کی اشاعت میں سب سے بڑا حصہ میرے دوسارے معین اول میری شریک حیات ڈاکٹر حمیرا بنت رئیس اور میرے بھائی میحبر (ریٹائرڈ) سجاد احمد بھٹی کا ہے جن کی سچی تنقید، ”برداشت“، ثبت مشاورت اور حوصلہ افزائی ہر وقت میرے شامل حال رہی۔ میری بڑی بیٹی تھبیت کا روزانہ استفسار میرے لیے مہیز بنا اور چھوٹی بیٹیوں میسون اور حیا کی میرے ارد گرد پھیلی شراریتیں اور مسکراتیں میرے لیے رب کے مقدس تحفے کی مانند رحمت بن کر میرے حواس پر چھائی رہیں۔
محولہ بالا تمام احباب اور آپ تمام قارئین نے میری انسان سے محبت کے ایمان کو یقین میں بدل دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو سدا ہستا مسکراتا رکھے۔ آمین۔

ڈاکٹر حماد احمد بھٹی

زلینجا ہسپتال۔ شارجہ

تحصیلہ عرب امارات

hammad_27ctp@hotmail.com

۱۲۔ اگست ۲۰۲۰ء



حمد

سب ہے تیرا کرم۔ سب ہے تیری عطا
تم ہو والی میرے۔ ہو تمہی آسرا

جو نہ ہوتی عنایت نہ رہتا بھرم
ورنہ میں ایک تھا بندہ پر خطا

نفترتوں ذلتوں کی سیاہ رات میں
روشنی ایک ٹو۔ ایک ٹو ہے دیا

عمر گزری میری، میں گنہہ گار تھا
اک ترے سامنے میرا دستِ دعا

آج ابلیس بھی اس پہ حیران ہے
بن گیا آج کا ہر بشر اک خدا

ہو میسر مجھے تیرے گھر کی جھلک
ہو وہ حاصل مجھے رحمتوں کی گھٹا



نعت

بہت معتبر ہے ہمارا رسول
رہا جس کا رحمت ہمیشہ حصول

وہی پیشوں ہے وہی راہنما
خدا نے کہا جسکو پدرِ بتول

زمانے کی خاطر ہر اک ضابطہ
رہا جن کا شفقت ہمیشہ اصول

اگر واسطہ اپنے آقا کا دوں
خدا بھی کرے گا دعائیں قبول

ہوئی ان کی نظر کرم اس طرح
گلابوں میں تبدیل ٹھہرے ببول

کرم انکا منصب رہا ہے حماد
مگر ہر قدم مجھ سے ہوتی ہے بھول



یونہی تو نہیں ہے کائنات دیوانی حسینؑ کی
تا قیامت طشت از بام رہے گی قربانی حسینؑ کی

خوشی سے جو سرکٹا گیا نانا کے دین پر
دنیا نہ بھول پائے گی خنده پیشانی حسینؑ کی

ابن علیؑ نے بیعت نہ کی فاسق یزید کی
آگے جھکی نہ غیر کے پیشانی حسینؑ کی

میدان کربلا کے ستم کہ الامان الامان
مظلوموں کیلئے ہے وہ خون فشنانی حسینؑ کی

ایثار کا پیانہ اگر لبریز ہو جائے
دیکھو گنو کے کنبہ جذب ایمانی حسینؑ کی

امیوں کی فتح تو صرف ایک دن کی تھی!
تاریخ بھول نہ پائے گی کامرانی حسینؑ کی



وطن

اس جہاں میں کمال ہے میرا وطن
حسین دھرتی کا جمال ہے میرا وطن

اسکے جیسا کوئی اور دیکھا نہیں
کس قدر حسین بے مثال ہے میرا وطن

حمداد اسکو مٹائے گا کیسے کوئی
میری نظروں میں لازوال ہے میرا وطن

اسکے فوجی جوان ایک فولاد ہیں
میرے لئے ایک ڈھال ہے میرا وطن

مرشد جی

دل خالی ہے جوت جگائیے مرشد جی
اپنے نور کے دیپ جلایے مرشد جی

صدیوں سے ویران پڑا ہے مُن اپنا
اسکو بھی تو کچھ تڑپایے مرشد جی

میری ذات سے انکاری ہے دل میرا
پگے دل کو کچھ سمجھائیے مرشد جی

جیت کے یہ تو سب کچھ اپنا بھول گیا
اسکو ہار کا درس پڑھائیے مرشد جی

اپنا آپ حماد گنو بیٹھا ہے مرشد جی
خود سے اسکو بھی ملوایئے مرشد جی



جواب اسکا کسی سے نہ بن پائے گا
سارے ذہنوں سے برتسوال ہے میرا وطن

ایٹھی پاور ہے یہ دشمنوں کیلئے
ظالموں کیلئے باعث و بال ہے میرا وطن

میرا حماد سب کچھ ہے میری سر زمین
میرے لیے میرا پیر قطب ابدال ہے میرا وطن



کسی سے ہو جائیں چار آنکھیں جب
پھر تو صدمے اخیر ہوتے ہیں

اُن کی گدڑی پر نہ جائیے حضور
وہ بڑے دل پذیر ہوتے ہیں

حمد وہ جو شاعری کا رُتبہ ہیں
رام تُلسی کبیر ہوتے ہیں



فقیر

وہ جو سچے فقیر ہوتے ہیں
دل کے کتنے امیر ہوتے ہیں

جو محبتوں کو بانٹتے ہیں
امن کے وہ سفیر ہوتے ہیں

اُجلے اُجلے خیال والے وہ
کتنے روشن ضمیر ہوتے ہیں

کب بھلا وہ رہائی پاتے ہیں
خدمتوں کے جو اسیر ہوتے ہیں

سوال
اے خردمندو!

میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے
جو میرے لیے ابھی تک ایک معتمد و و بال ہے
مانا کہ

دھوپ میں جو ساتھ رہتا ہے
اسکو سایہ کہتے ہیں
مگر

چھاؤں میں بھی جو ہر وقت ساتھ رہتا ہے
اسکو کیا کہتے ہیں بھلا؟



کسی کے لئے دل دھڑکنا ہی محبت ہے
ہر وقت سانسوں میں دہکنا ہی محبت ہے

روز و شب اُسکی ہی محبت کی تمنا
اُسکی قربت میں دہکنا ہی محبت ہے

اپنا دکھ حیوان بھی محسوس کرتے ہیں
کسی کے درد میں آنسو چھلنما ہی محبت ہے

یہ دنیا ہے محبت کی ایثار مانگے یہ
اُسکی تلخ باتوں کو سمجھنا ہی محبت ہے

اُسکی آنکھوں سے آنکھیں چار کر کے دیکھو
بن پئے بھی تو بہکنا ہی محبت ہے

نام نہیں صرف اظہار محبت کا
اُسکے تلخ لمحے پر چپ رہنا ہی محبت ہے

رات بھر ستاتی ہیں تلخیاں محبت کی
کسی کے رنگ میں ڈھلانا ہی محبت ہے

حمد یہ مجرزہ بھی ہے تیری چاہت کا
کسی سے ملنا بچھڑ کے ملنا ہی محبت ہے



بچھڑے لمحوں کو یاد کرتے ہیں شاعر
نتی ترکیبیں ایجاد کرتے ہیں شاعر

مصنعمل خوابوں کے درپھوں میں
دل کو یونہی اپنے آباد کرتے ہیں شاعر

خوشبو، رنگ، پھول اور کرنیں لیکر
اپنے جذبوں کی فریاد کرتے ہیں شاعر

دامن یار سے لپٹ کر اکثر
دکھوں سے خود کو آزاد کرتے ہیں شاعر

شاعری دُکھ کا نام ہی تو نہیں ہے
دل گئی بھی حمد کرتے ہیں شاعر



عجیب ہیں اسکی چاہتیں ، قربتیں ، محبتیں
یہ روز و شب کی صحبتیں ، لذتیں ، مسرتیں

کتنا بدل جاتا ہے سب کچھ جب ہو جائیں
کسی نظر کی عنائیں ، چاہتیں ، نسبتیں

کبھی نہ سمجھو یہ تمہارا حق تھا جو مل گیا
خوش نصیبی سے ملتی ہیں رفاقتیں ، عقیدتیں ، شفقتیں

ہجر کے موسم میں معلوم ہے مجھ کو
گزری ہیں کیسے دل پہ اذیتیں ، صعوبتیں ، وحشتیں

محبتوں کے بھی عجیب موسم ہیں
ہوتی ہیں جب کسی سے شکائیں ، عادتیں ، افتین

دو دن کی جوانی پہ اتراؤ نہ اتنا بھی
رہ جائیں گی بعد میں وضاحتیں ، مسافتیں ، حسرتیں

کسی بھی تعلق میں محتاط رہنا پڑتا ہے
بیش قیمت ہوتی ہیں یہ امانتیں ، خاناتیں ، صداقتیں

بے لوٹ تعلق کے بعد تو حماد جی
بدل جاتی ہیں رنگتیں ، طبیعتیں ، فطرتیں



وہ پھول کی خوبی ہے کہ باد ارم ہے
جس شوخ کی تصویر میرے دل پر قم ہے

وہ نرم سے رخسار کہ شعلہ رخ تاباں
پاکیزہ تیرا حسن تو مانندِ حرم ہے

ہم ظلم بھی برداشت کریں گے تیری خاطر
ہر جر تیرا میری نظر میں تو کرم ہے

اُس ماہ رخ و مہتاب کے انداز بیاں
سیمیں سا بدن روندتے جاؤ تو ستم ہے

ہے حسن کی دولت تو جوانی کی نشانی
حمد تیرا حسن تو اک ٹیڑھا سلَم ہے



چل رہا ہوں جو راہیں اسکی ہیں
ذہن میرا ہے سوچیں اسکی ہیں

سانس تسبیح ، لب سراپا ذکر
ورد اسکا ہے، باتیں اسکی ہیں

وہ رویہ ہے میری چاہت کا
اسلیے میری قدریں اسکی ہیں

میرے شام و سحر نہیں میرے
خواب اسکے ہیں، راتیں اسکی ہیں

غم زمانے کے ہی سہی لیکن
بھر رہا ہوں جو آہیں اسکی ہیں

رگوں میں دوڑتے پھرتے لہو کی قسم
دھڑکنیں اسکی، سانسیں اسکی ہیں

میں بغیر اسکے ریت ہوں جماد
میرے دریا میں موجیں اسکی ہیں



قربان کرتے ہیں اپنی آنا فقیر لوگ
ماں گنتے ہیں سب کا بھلا فقیر لوگ

اُن کے اعمال ہی سے قائم ہے یہ دنیا
زیرِ لب رکھتے ہیں دعا فقیر لوگ

دامان میں رکھتے ہیں وفا کی دولت
کرتے ہیں عجب عہد وفا فقیر لوگ

گرمیٰ حالات سے نج کر اکثر
ہوتے ہیں کب کسی سے خفافقیر لوگ

سب کچھ جو دیا ہے تو نے میرے مولا
ماں گنتے ہیں صبر و عطا فقیر لوگ

بُرا نہ کرے جماد کوئی کسی سے
کرتے ہیں بس یہی صدا فقیر لوگ



اُسکی جھکتی لرزتی کمال آنکھیں
اُٹھیں تو بن گئیں غزال آنکھیں

جانے کیا بھرا ہے جادو اُن نینیوں میں
میرے لیے ہیں عروج و زوال آنکھیں

کر کے دیکھو تو چوری پریتم جی
نہ چھپا سکیں گی و بال آنکھیں

ساری کج ادائیوں پہ اسکا سکوت
کیسے بھولو گے وہ پرسوال آنکھیں

حسن سے اپنے مگر نہیں سکتیں
کریں گی کیسے یہ مجال آنکھیں

وہ کس کے نور کی مستی ہے رات دن
ڈلتی ہیں عجب یہ دھماں آنکھیں

کس کے نشے میں ہیں مخمور شرابور حماد
رات بھر خدا کی یاد میں ہیں ابدال آنکھیں



گلوں میں رنگ بھرتے ہیں تمہارے مُسکرانے سے
دیوانے رقص کرتے ہیں تمہارے مُسکرانے سے

جو اپنی ذات میں گم تھے، جو اپنی بات پر قائم
وہ قائم اب مکرتے ہیں، تمہارے مُسکرانے سے

چمکتے ہیں فلک پہ جو، ستارے ٹمٹماتے ہیں
فلک سے وہ اترتے ہیں، تمہارے مُسکرانے سے

جو میرے دل میں بستے ہیں، میری اس روح کے اندر
وہ ارماء سب مچلتے ہیں، تمہارے مُسکرانے سے

میرے دل میں جو ہیں حماد، گُزرے وقت کے گھاؤ
وہی سب زخم بھرتے ہیں، تمہارے مُسکرانے سے



ایک دعا

تمہاری ٹوٹی ہوئی اس پلک کے نام
جسے تم نے اپنی ہتھیلی کی پشت پر کھا
اپنی کنٹھی آنکھوں کو بند کیا
گالوں میں پڑے ننھے گڑھوں کو پابند کیا
ذر اس مسکرانی
لبوں سے کلپکانی
اور ہوا میں پھونک سے یوں اڑائی
جیسے وہ ایک عرضی تھی
اسکے دربار میں
جودوںوں جہانوں کا پالن ہار ہے

ایک دعا

تمہاری اس ٹوٹی ہوئی اس پلک کے نام

تمہاری امنگوں بھری اس دھنک کے نام
کہ خدا یا
آج کے دن میری ساری خواہشوں کو رد کر دے
اور اسکی اس خواہش کو فیکن کر دے
ایک دعا

تھاری ٹوٹی ہوئی اس پلک کے نام
✿✿✿✿

غم ہوں جتنے بھی مُسکرا دینا
درد دل میں سبھی چھپا لینا

ہمیں سلیقہ یہ آگیا آخر
ستم گروں کو بھی فقط دعا دینا

اب کے دیوانگی ہوئی اتنی
دور صحراء میں بھی صدا دینا

ذکر اسکا ہے بھر میں ایسا
بجھتے شعلوں کو اک ہوا دینا

لب ہلانا کہاں ضروری ہیں
اپنی آنکھوں سے سب بتا دینا

دوبارہ حج سے بہتر ہے یہ عمل کتنا
کسی غریب کے تن کو اک قباد دینا

جب بھی میرا وہ تذکرہ چھیڑ رے
میری غزلیں اُسے سنا دینا

حمد دینا ہے امتحان مجھ کو
میرے ہاتھوں میں اک عصا دینا



میں ہوں گنہہ گار یہ پارساوں کا شہر ہے
ملتا نہیں کوئی انساں یہ خداوں کا شہر ہے

کچھ اس لیے بھی میں چھپتا پھرتا ہوں
یہ شہر تو میرے اپنے آشناوں کا شہر ہے

کس پہ کروں بھروسہ کس پہ کروں یقین
انسان کے روپ میں یہ اژدھاؤں کا شہر ہے

اڑتے رہیں گے ہوش تیرے آنکھیں جو لڑگنیں
یہ دل ربا حسین اپرساؤں کا شہر ہے

کس کس کو اس مرض سے بچاؤں میں دوستو
یہ لیلی مجنوں جیسی بلاؤں کا شہر ہے

آئینے بیچتے ہو گلیوں میں کس لیے
پتھر نظر ہیں لوگ ناپیناؤں کا شہر ہے

کیسے قول ہوں گی میری گزارشیں
ادب سے میں کھڑا ہوں یہ آقاوں کا شہر ہے

اک دن حماد ٹوٹے گا جادو غرور کا
میرا یہ شہر جھوٹی اناؤں کا شہر ہے



پھیلا ہوا فضا میں تیرے چہرے کا رنگ ہے
مستی ہوا میں جیسے تیری ترنگ ہے

مہکے ہوئے ہیں پھول جذبوں کے کس قدر
یہ تیری چاہتوں کی انوکھی امنگ ہے

آوارہ ہو کے رہ گئی تیرے بن یہ زندگی
جیسے کٹی ہوئی کوئی اڑتی پنگ ہے

لیتا ہے تیرا نام کوئی جھوم جھوم کے
وجد وفا میں رقصان کوئی منگ ہے

دھڑکتا نہیں ہے اب تیری یادوں میں بار بار
دل ہے میرا یا کوئی رستے کا سنگ ہے

میں پھول بیچتا ہوں کانٹوں کے دلیں میں
میری حماد تو نفرت سے جنگ ہے



لب پہ جو حرفِ دعا رکھتے ہیں
ہاں وہی خوفِ خدا رکھتے ہیں

اور تو پاس نہیں ہے کچھ بھی
ہم مگر دل میں وفا رکھتے ہیں

قتل کرتے ہی چلے جاتے ہیں
اپنی آنکھوں میں وہ کیا رکھتے ہیں

عرض کر دیں اگر اجازت ہو
ایک دل میں ہم بھی گلہ رکھتے ہیں

کتنے بدنام ہوئے ہیں وہ لوگ
بستی میں جو دستار اندا رکھتے ہیں

جانے کیا روگ ہمیں ہے جماد
ہم جو اک حشر اٹھا رکھتے ہیں



یہ سورج ہے تو ڈھلنے دو
مقدار کو بدلنے دو
یہ غنچے کھل ہی جائیں گے
ذرا موسم بدلنے دو
ابھی پروانے باقی ہیں
ابھی شمع کو جلنے دو
وہ خوشبو جا چکی ہے تو
ہوا کو ہاتھ ملنے دو
تمہارا راستہ ہیں ہم
ہمیں ہمراہ چلنے دو
یہ پتھر ہے تو مت توڑو
یہ دل ہے تو بہلنے دو
کہاں جائیں گی یہ لہریں
اچھلتی ہیں اچھلنے دو



دوسرہ اتھر
یاد ہے اک دن چلتے چلتے
تمہارے ہاتھ پر ڈرتے ڈرتے
میں نے اپنا ہاتھ رکھا تھا
تم نے بھی چپکے سے
دوسرہ اتھر میرے ہاتھ پر رکھ دیا تھا
پھر ہم دونوں ایک ہوئے
خوشیوں سے معمور ہوئے
برسول بعد
آج بھی گر میں
تم کو چھوڑنا چاہوں
ایک ہاتھ چھڑانا تو آسان لگتا ہے
لیکن میرے ہاتھ پر اب بھی رکھا ۔۔۔۔
تمہارا دوسرہ اتھر مجھے
کہیں جانے نہیں دیتا

جو کچھ برا کہا مجھے تم نے عتاب میں
میں نے وہ درج کر لیا دل کی کتاب میں
منزل کی جستجو میں بھکنا فضول ہے
اب روشنی کہاں دل خانہ خراب میں
میں نے قسم اٹھائی تھی ہر چند نقد کی
چپکے سے شخ پی گیا میرے حساب میں
جد بول کے ساتھ ساتھ محبت کی ہے کشش
چل کر وہ خود ہی آگئے خط کے جواب میں
میں کیا سناؤں حال دل بیقرار کا
گزری تمام عمر یونہی اضطراب میں
حمد کیا کسی کو سنانے سے فائدہ
لاکھوں چھپے ہیں درد محبت کے باب میں



کہاں ہو تم، ہم وہیں کھڑے ہیں
نہ دیکھا کہیں اور، نہ واپس مڑے ہیں

کبھی چھوڑ کر تم گئے تھے جہاں
خواب سارے وہ تکیے پہ پڑے ہیں

ایک عزت کی موت کی خاطر
عمر بھر اپنی ذات سے لڑے ہیں

کی اُس نے اگر تلخی سے بات بھی
لگائیں کہ ہونٹوں سے موتی جھڑے ہیں

یقین کے مسافر رہے ہم حماد
صداقت کے پرچم ہمیشہ گڑے ہیں



لب ہیں خاموش مگر بولتی آنکھیں
نیند سے مخمور وہ ہنستی آنکھیں

اُن کو دیکھا تھا اچانک یوں ہی
بن پیئے ہی وہ بہکتی آنکھیں

دور تک ایک ہی مظفر دیکھا
نیلگوں جھیل سی پھیلتی آنکھیں

رکھ رکھاؤ یہ غربی نے سکھایا اُسکو
درد و آلام سے دکھتی آنکھیں

ساتھ اپنے یہ جلتی ہیں برابر مجھو
سرخ شعلوں سی سلگتی آنکھیں

ہو جائیں جو دوچار کسی سے صاحب
پھر کہاں کس کی ہیں سنتی آنکھیں

سال ہا بیت گئی عمر حماد ان کو دیکھے
بھر کی آگ میں تپتی آنکھیں



اک حادثہ ہوا چاندنی رات میں
چاند مجھ سے ملا چاندنی رات میں

صحن گلشن میں کتنا چراغاں ہوا
پروانہ جب بھی جلا چاندنی رات میں

محِ رقصاں ہوئیں کس قدر ٹھنڈیاں
اشکِ غم جب گرا چاندنی رات میں

سوچتا ہوں اسی کرب میں رات بھر
وہ ہوا گر جدا چاندنی رات میں

وہ چلتے شگوفے، وہ انگڑائیاں
رقص کرتی ہوا چاندنی رات میں

میری جانب پلٹ کرنے آیا حماد
کیوں ہوا وہ خفا چاندنی رات میں



خواب سارے مر گئے ہیں
خلائق سے ڈر گئے ہیں

دے کے زخموں کے گلاب
میری جھولی بھر گئے ہیں

اپنے بچپن کو ڈھونڈتا ہوں
پھول جگنو کدھر گئے ہیں

تیری ڈفینس سنور گئیں کہ
نصیب میرے سنور گئے ہیں

دکھا کے سیمیں بدن کا جلوہ
عجب قیامت سی کر گئے ہیں

دیکھتی ہیں جنہیں یہ آنکھیں
گزرنے والے گزر گئے ہیں

نگاہ ڈالی حماد اُس نے
کہ دل میں طوفان بپھر گئے ہیں



محبتوں کی کمال بارش
کرے یہ دل کو نہال بارش

معلوم تھا صل کی رُتوں کے بعد
لگتی ہے مجھ کو و بال بارش

بغیر اُس کے سکون نہیں ہے
کرے گی کب یہ بحال بارش

بہا گئی ہے متائے ہستی
دکھا گئی ہے جلال بارش

عروج اس پر ہو گئی ہے ثابت
میرے لیے ہے زوال بارش

حمداد یہ چاہتوں کا موسم
حمداد یہ بے مثال بارش



شہر میں آکر سن بھل گیا ہوگا
گاؤں کا وہ چلن بدل گیا ہوگا

لو ہے جیسا دل جو تھا اُسکا
گرمیٰ حالات سے پکھل گیا ہوگا

فکرِ روزگار میں داتا نگری آکر
کسی پروانے کی صورت جل گیا ہوگا

پرانی گدڑی اور گدلا کمبیل
نئے تمدن میں ڈھل گیا ہوگا

چھوڑ کر اپنا گاؤں اور بابا
وہ یقیناً جانب آجل گیا ہوگا

زخم اپنوں سے بلبل کی طرح کھا کر
وہ مانند گل جانبِ بسمل گیا ہوگا

دنیا بھر کی صعوبتیں سہہ کر
جانبِ مسجد برائے حل گیا ہوگا

لگی ہے منڈی سیاستدانوں کی
میرا قائد بھی جانبِ اصلبل گیا ہوگا

اپنے انصاف کیلئے ایک دن
حاد لے کر فریاد جانبِ محل گیا ہوگا



روتے ہوؤں کو ہنسانے کا وہ ماہر ہے
ٹوٹے دلوں کو بہلانے کا وہ ماہر ہے

اُسکی آنکھوں میں ذرا جھانک کر تو دیکھو
بن پلائے ہی بہکانے کا وہ ماہر ہے

غم کو غم کبھی وہ سمجھتا ہی نہیں ہے
درد کے عالم میں مسکرانے کا وہ ماہر ہے

اُسکی باتوں میں نہ آجانا کبھی تم بھی
رستے گھاؤ بھی چھپانے کا وہ ماہر ہے

جانے کیسے وہ استقدر سب سہہ لیتا ہے
مایوسیوں میں بھی کھلکھلانے کا وہ ماہر ہے

اس قدر حق تو بتا ہے اس دغباڑ کا
دل توڑ کر جو منانے کا وہ ماہر ہے

سب میں مشہور ہے ، وہ اپنی خود اعتمادی پر
پھر بھی صرف میرے سامنے شرما نے کا وہ ماہر ہے

جانے کیا ملتا ہے اسکو ہم سے اوچھل ہو کر
ہم جیسے فقیروں کو تڑپانے کا وہ ماہر ہے

لفظوں سے وہ کھلینا جانتا ہے حماد
جھوٹے پچھے قصے سنانے کا وہ ماہر ہے



خزاں رسیدہ چمن میں گل کھلانیں گے اب کے برس
قضا ہو گئے جو سجدے وہ بجالا نہیں گے اب کے برس

مجھے ملاں یہی کہ گزر گیا خزاں کی طرح امسال
گجرے پھولوں کے تم کو پہنا نہیں گے اب کے برس

اکیلے پن کی اذیت سے ایسے گزرے ہیں
سب کو آپس میں مل بٹھانیں گے اب کے برس

یہ سال تو فرقوں میں گزرا ہے میرا
روٹھے ہوئے احباب منانیں گے اب کے برس

تمہاری یاد سے منسوب کریں گے ہر دن
قربتوں کے یوں بھی لطف اٹھائیں گے اب کے برس

آنا چاہو تو میری جان تمہاری خاطر
پھول راہوں میں بچھائیں گے اب کے برس

اپنے اشکوں سے حماد کریں گے چراغاں
خون سے دیپ جلائیں گے اب کے برس



آخری خواہش

رم جھم رم جھم بارش کے کچھ دیر بعد
سرد یوں کی سنه ری دھوپ میں
نیلگوں آسمان تھے
اٹھیلیاں کرتی ہوئی مونج ہوا اور
ساحل کی نرم ریت پر
ننگے پاؤں چلتے چلتے
افق کے دور کنارے تک
کچھ کھونج رہا ہوں
اور سونج رہا ہوں
اگر اچانک
کہیں سے تم آجائو
تو پھر چاہے
میرا دم نکل جائے
پھر چاہے قیامت آجائے



بہت آرام سے سوتے ہیں جن کی مائیں ہوتی ہیں
وہ تو ہر حال میں ہنستے ہیں جن کی مائیں ہوتی ہیں

سمیٹ لیتی ہیں غموں کو اپنی بانہوں میں
بہت خوش نصیب ہوتے ہیں جن کی مائیں ہوتی ہیں

شفقت بھرا ہاتھ جن پر۔ دعا میں ہوں جن کے ساتھ
ہنسی خوشی وہ درد سہتے ہیں جن کی مائیں ہوتی ہیں

چاہے خود اکیلی ہوں۔ سب کچھ سونپ دیتی ہیں
جدبوں کے وہ ہار پروتے ہیں۔ جن کی مائیں ہوتی ہیں

دور کھاں ہے صاحب، جنت گھر کے اندر ہے
پاؤں انہیں کے دھوتے ہیں جن کی مائیں ہوتی ہیں

شاد و بامراد، آباد رکھے ان کو خدا
وہ جو خدمت کرتے ہیں جن کی مائیں ہوتی ہیں

ایک شعر

کیا ضروری ہے اس بے اعتبار زندگی کے لیے
روز گھٹ گھٹ کے مر مر کے جیا جاتے

اسکی باتیں سردی میں جیسے دھوپ سی چائے
مہکی مہکی اُسکی باتیں اور مرغوب سی چائے

گھر کی چھت پر پھروں تک فون پر اس سے باتیں
دھوپ میں گپشپ چھاؤں میں مندوب سی چائے

دنیا بھر کے یار جھیلے مجھ کو مار نہ جائیں
امرت جیسی اسکی یادیں اور مشروب سی چائے

اجلی رنگت گھرے گیسو اور باتوں کی خوشبو
دودھ میں پتی پھر الائچی دل کو مطلوب سی چائے

آؤ مل کر کیفے میں بیٹھیں یار حماد
کرتے ہیں خوش رنگ سی باتیں پئیں محبوب سی چائے



ہیں با نصیب وہ لوگ جنت جنہیں ملی
گھر انکے ہنستے بستے ہیں جن کی ماں میں ہوتی ہیں

کیف و سرور دیکھ اُن بچوں کی آنکھیں میں
لوریاں وہی جو سنتے ہیں جن کی ماں میں ہوتی ہیں

کہاں مجال کانٹے کی کہ بچوں کو چیخھ سکے
لاڈلے وہ کتنے ہوتے ہیں جن کی ماں میں ہوتی ہیں

موسیٰ سے پوچھ لو ماوں کی عظمتیں
خوش نصیب وہ ہوتے ہیں جن کی ماں میں ہوتی ہیں

فرصت ملے تو دیکھ بچھڑے ہوؤں کا حال
حمد حسرت سے وہ تلتے ہیں جن کی ماں میں ہوتی ہیں



میرا شہر لاہور ہے
کیا اس سے بڑھ کر شہر طلب دنیا میں کوئی اور ہے
ہار دیا دل جس پر میں نے میرا شہر لاہور ہے

میں ساری دنیا گھوم آیا تو سب سے ہے انمول
شہر لاہور تہذیبوں کا ، اپنا اس کا طور ہے

جہاں پیار کا دریا بہتا ہے عشق کی نہریں چلتی ہیں
اسمیں بھلا کوئی کیسے صاحب ، ہو سکتا کوئی بور ہے

نگری ہے یہ داتا کی - محور ہے درویشوں کا
یہ وجدان ہے شہروں کا قریبہ قریبہ شور ہے

پھجا - طیفا - چجن اور سردار کی ہیں سوغاتیں
کہاں کہاں میں جاؤں یارو مسئلہ زیر غور ہے

اس میں چاروں موسم رقصان سانول مست بہاریں ہیں
جماد یہاں سے کیسے نکلوں - دل پہ کیسا زور ہے

خزاں رسیدہ شام

زرد پتوں پہ اتری
خزاں رسیدہ شام نے یونہی
نہر کنارے چلتے چلتے
مجھ سے اتنا پوچھا ہے
تیرا وہ ہمراز کہاں ہے
پیڑوں سے وہ گرتے پڑتے
اپنی ذات پہ شور مچاتے
زرد سے پتے
تم کو اچھے لگتے تھے
میں پھر بولا
رسیا ہو تم پھول رتوں کے
اور میں وصل کے موسم کا



میسیحا

میرے سب دکھوں سے جو آشنا ہے
اُسکے ہاتھوں میں میرے ہر درد کی دوا ہے

چہار سو بیماریوں کے ڈیرے ہیں
میری پیشانی پہ ہر وقت اسکا ہاتھ رکھا ہے

اپنے بچوں کی نہیں ہے پرواد اُسے
موت کے سامنے وہ ڈٹ کر کھڑا ہے

وہ کبھی خدشات سے ڈرتا نہیں ہے
کس قدر جوان اُسکا یہ حوصلہ ہے

اے میسیحا ہو تجھ پہ رحمت خدا کی
حمد کی تیرے لیے یہی دعا ہے



موباائل فون

جی چاہتا ہے
تمہارا موبائل فون بن جاؤں
ہر وقت تمہارے ہاتھوں میں رہوں
تمہاری مخرب طبی انگلیوں کی پوروں کے چھونے سے
جگمگا جاؤں
تمہارے کندن چہرے کی جھلک سے
گہنا جاؤں
تم ہنس تو میں تمہیں ہنساؤں
تم رو تو میں تمہیں ہنساؤں
خوشی کی خبریں تمہیں بھاگ کر سناؤں
اور دکھوں کو خود ہی پی جاؤں
تم اپنے کانوں سے لگاؤ
میں شرم جاؤں
تمہارے گیسوؤں کو چھوکر

کانوں میں نئے جھمکے پہنو
 لبوں پر مسکان سجاو
 تمہاری سیلوفیاں بناؤں
 رقیبوں اور شریکوں کو آگ لگادوں
 مگر یہ بھی تھے
 پھر دل ڈرتا ہے
 کہیں ایسا نہ ہو
 اک دن اچانک
 فون کا نیماڈل آجائے
 اسکے ملنے کی خوشی میں
 تم مجھ سے بے خبر ہو جاؤ
 کسی الماری کی دراز میں پھینک دو
 یا کسی رو تے بچے کو سونپ دو
 یا کسی انجان رائی کو
 چند سکلوں کے عوض بیچ دو

مہر کا جاؤں
 تمہیں محبت اور چاہت بھرے گیت سناؤں
 نئی نئی رنگ ٹونوں کے مدھر سنگیت سناؤں
 تم چار جڑ ڈھونڈ نے نکلو تو میں چھپ جاؤں
 جب ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاؤ
 تو میں چھپ سے سامنے آ جاؤں
 تمہارے ہاتھوں سے جان بوجھ کر گر جاؤں
 تمہارے رنگ اڑا دوں
 پھر ہستا جاؤں
 تمہیں ہنسا تا جاؤں
 تم ہنسو تو خوشی کے آنسو بن جاؤں
 تم سوؤ تو
 تمہارے تکیے پر پڑا سندھر سپنا بن جاؤں
 تمہاری مدھر سانسوں میں تخلیل ہو جاؤں
 تم نئے کپڑے پہنو

لیکن یاد رکھنا
دیکھ لینا
سوچ لینا

میں بہت روؤں کا
میں بہت روؤں کا
پھر بھی جی کرتا ہے

تمہارا موبائل فون بن جاؤں



باتوں سے اک بات بتائیں سچے دوست
سینے میں چھپے راز بتائیں سچے دوست

آنوسارے بھر لیں اپنے دامن میں
غم خواری کا فرض نبھائیں سچے دوست

مکاری کی گھور اندر ہری راتوں میں
سچائی کے دیپ جلائیں سچے دوست

جھوٹ تو آخر جھوٹ ہے اس کو مarna ہے
جھوٹ کی گردان مار دکھائیں سچے دوست

یار حماد گریزاں رہنا جھولوں سے
کشتی سچ کی پار لگائیں سچے دوست



خوشیوں کے سمندروں میں ساتھ بہتے تھے مجھے سب یاد ہے
پھول روں میں ساتھ رہتے تھے مجھے سب یاد ہے

کاٹ دیا کسی نے پیڑوں کو آنکھیں ہوئیں نم ناک
پرندے اپنے آشیانے میں کتنے خوش بستے تھے مجھے سب یاد ہے

یاد ہے مجھ کو وہ وقت بھی جب میری آنکھوں کو پُرم دیکھ کر
میرے ہمراہ بیٹھ کر تم بھی روتے تھے مجھے سب یاد ہے

میری پریشانی پر میرے ہاتھوں کو چکپے سے تھام کر
سب ٹھیک ہو جائے گا تم کہتے تھے مجھے سب یاد ہے

وقت وہ نہیں رہا تو رہے گا یہ بھی نہیں حماد
ہاں کبھی ہم بھی مسکراتے تھے مجھے سب یاد ہے



پریشان حال مریضوں سے ملاقاتیں ہیں ॥ ۱ ॥ ہے اور میں ہوں
رنج و الٰم سے باتیں ہیں ॥ ۲ ॥ ہے اور میں ہوں

صاجبو! غم نہ کرو دکھ کی کسی بھی حالت پر
زندگی کم اور زیادہ امواتیں ہیں ॥ ۳ ॥ ہے اور میں ہوں

سنا ہے لوگ سوتے نہیں کسی کی یادوں میں
ہمسفر رنجگوں کی راتیں ہیں ॥ ۴ ॥ ہے اور میں ہوں

موت و حیات رو برو ہیں ہر پل ہر دن یہاں
اور حادثوں کی گھاتیں ہیں ॥ ۵ ॥ ہے اور میں ہوں

شکر جو میسر ہو تو ادا کر لو جیتے جی
پھر کب مقدار میں ملاقاتیں ہیں ۱۰۰ ہے اور میں ہوں

جب سے دیکھا ہے زیست کے چہرے پہ خوشی کا رنگ
کتنی دل کش یہ کراماتیں ہیں ۱۰۰ ہے اور میں ہوں

گم ہوں انہی خیالوں میں اور میز پر چائے کی پیالی ہے حماد
آنکھ میں غم کی برساتیں ہیں، ۱۰۰ ہے اور میں ہوں



رنہ رفتہ وہ معروف ہوتے گئے
سلسلے پیار کے موقوف ہوتے گئے

ہیں وہ بے خبر کہ کس کی دعاؤں سے
وہ دن بدن اتنے معروف ہوتے گئے

جنو ، چاند ، ستارہ ، شبنم یا صبا
کچھ بھی لکھوں تیرے نام کے حروف ہوتے گئے

یہ تو معترف نگاہوں کا اثر ہے ہدم
ایسے ہی مغرور وہ موصوف ہوتے گئے

عیاریاں مکاریاں حماد تو آتی نہیں
ہم سادہ دل تیری محبت میں بیوقوف ہوتے گئے



تاج محل

خواہشون کے تاج محل
خوشیوں کے تاج محل

اسکا ساتھ صحراء میں چسے
بارشوں کے تاج محل

میں اکیلا اور ہر شو
آزمائشوں کے تاج محل

بنا رہا ہوں بچوں کی خاطر
آسائشوں کے تاج محل

صد شکر خدا یا بخشے تو نے
نوازشوں کے تاج محل

مسکراتا ہے دیکھ کر جماد
سازشوں کے تاج محل



جیسا کرو گے ویسا بھرو گے کہا بھی تھا
عشق کرو گے تو مرد گے کہا بھی تھا

کسی کے خواب میں بس جانے کے بعد
کیسے راتوں کو سوؤ گے کہا بھی تھا

اس کو نکال کر تم اپنی تمنا سے
انتظار اسکا کیسے کرو گے کہا بھی تھا

توڑ تو رہے ہو دل مگر یاد یہ رہے
کاٹو گے وہی جو بوؤ گے کہا بھی تھا

کر کے چاک اپنے گریبان کو تم
کیسے اسکو سیوؤ گے کہا بھی تھا

خود ہی گھر میں نقاب لگا کر جماد
کشتی اپنی ڈبوؤ گے کہا بھی تھا



نیا نیا جب پیار ہوتا ہے
اسکا اپنا خمار ہوتا ہے

ایک کا کر کے صرف اقرار
باقی سب کا انگار ہوتا ہے

جو بھی نکلا تمہاری آنکھوں سے
اشک سینے کے پار ہوتا ہے

زخم جلتے ہیں جو محبت میں
نام اسی کا بہار ہوتا ہے

قطعہ

کس ودر ہوتی ہیں پیاری بیٹیاں
غیر کی بھی ہیں سانجھی ہماری بیٹیاں
بیٹیاں حماد سر کا تاج ہیں
عرش سے رب نے اتاری بیٹیاں



مجھے معلوم ہے زمانے میں
کس کا اونچا وقار ہوتا ہے

ہر ستارہ سحاب ہو جیسے
 حرف ہر اک کتاب ہو جیسے
 ڈر رہا ہوں نبھانے سے میں
 دوستی بھی عذاب ہو جیسے
 ہوں اذیت میں جان کر خود کو
 آگئی اک کتاب ہو جیسے
 یوں ہے رِ عمل زمانے کا
 وہ میرا انتخاب ہو جیسے

جو منافق ذرا نہیں ہوتا
 وہ پرندوں کا ڈار ہوتا ہے
 اڑان جسکی بلند نہیں ہے
 وہ پرندہ شکار ہوتا ہے
 اس راستے میں واپسی ممکن نہیں حماد
 دل توڑنے والا گنہہ گار ہوتا ہے

✿✿✿✿

مر کے دیکھا تو یوں ہوا محسوس
 دشت سارا سراب ہو جیسے

زندگانی ہے کھیل پل بھر کا
ٹوٹنے پر حباب ہو جیسے

میں ہوں آب روائ کا پروردہ
میرے خواں میں چناب ہو جیسے

ہر گھڑی ہم کو ایسا لگتا ہے
اپنا خانہ خراب ہو جیسے

قدر افزائی کا یہ عالم ہے
خار و خس میں گلاب ہو جیسے



اس عارضی دنیا پہ مرتے ہوئے مجبور لوگ
حرست و یاس کے مارے ہوئے معذور لوگ

دنیا بھر کے خزانے پا لینے کے باوجود
پھر بھی اوروں پہ نظر رکھتے ہیں بدستور لوگ

سونے چاندی سے مزین محلات سے بھر پور
بے اطمینان، بے انبساط، بے گھر، بے نور لوگ

کتنے آرام سے دل توڑ کے چل دیتے ہیں
خدا کا خوف نہیں کیسے ہیں یہ مغرور لوگ

بھول گئے سب روز محشر خدا کے پاس جانا ہے
رہتے ہیں ہر طرف حوس کے پچاری پرنتوں لوگ

دن بھر کی مشقت کے بعد بھی ہونٹوں پہ مسکان
کتنے دلیر دل ہیں یہ میرے مزدور لوگ

ماتھے پڑھے پسینہ آنکھوں میں صد شکر ہے
کتنے خوش باش ہیں محنت سے محور لوگ

چھن جائے گا ان سے سب کچھ ایک دن اسلئے
خوف سے اپنے گھروں میں ہیں یوں محصور لوگ

ذرا پوچھو جا کے ان سے جن کا عروج ہے
کتنے تھا ہوتے ہیں اندر سے مشہور لوگ

تیرے ذکر کا دیا یا رب دل میں روشن ہے
ایسے ہی تو نہیں ہوتے باطن میں پُر نور لوگ

وہ چین پاتے ہیں دونوں جہان میں حماد
گڑگڑاتے ہیں شب و روز جو خدا کے حضور لوگ



محبت ایک سیدھی سڑک ہے
سنوا!
محبتوں کے اے مسافر
اگر چلے ہو چاہتوں کے حسین سفر پر
تو یہ بھی تم یاد رکھنا
محبت ایک سیدھی سڑک ہے
الفتوں کا راستہ
بہت دشوار ہوتا ہے
بہت ناہموار ہوتا ہے
مگر یہ کہنا ہے میرے دل کا
تمام باتیں غلط نہیں ہیں
سبھی یہ باتیں حقیقتیں ہیں
غرض ہے مجھ کو مگر تواتی
کہ تم سمجھلو.....
محبت ایک سیدھی سڑک ہے

جہاں پر
کوئی یوٹرن(U-turn)
کوئی راؤنڈ آباؤٹ(Round About)
کوئی دوراہا(Diversion)
آجائے تو
حادثہ ضروری ہے
اگر یہ حادثہ ہو جائے تو
زندگی پچنا محال ہے
زندگی اگر بچ بھی جائے تو
روح پر لگے زخم کے گھاؤ
عمر بھر باقی رہتے ہیں
اور زندگی بھر رستے رہتے ہیں
کیونکہ
محبت ایک سیدھی سڑک ہے

✿✿✿✿

سڑک

عشقِ حقیقی ہو یا
عشقِ مجازی
دونوں میں صرف
دوہی مطلوب ہوتے ہیں
ایک محب
تو دوسرا محبوب ہوتے ہیں
اس میں تیسرے کا کوئی
امکاں ہی نہیں
کوئی نشاں ہی نہیں
لیکن
پھر بھی
اگر کوئی تیسرا آگیا تو
یا ایمان سے گئے
یا جان سے گئے



گلاب رنگ سارے ہمارے ملنے کے منتظر ہیں
تمام گلیاں تمہاری مسکراہٹ کی خبر ہیں

خواب ہم دونوں نے دیکھے تھے اکٹھے جو کبھی
آج بھی شام کی دلیز پر منتظر ہیں

تمہارے پیرھن کی اک جھلک کے بد لے میں
رنگ و بو سب جاناں تمہاری ہی نذر ہیں

تم ساتھ ہو تو جیسے زمانہ بھی ساتھ ہے
پرندے تتلیاں جگنو ستارے ہم سفر ہیں

فقط تم سے ہی اظہارِ محبت کیلئے
میرے جذبے سمجھی رخت سفر ہیں

روٹھ گئی روشنی آنکھوں سے حماد
رخ زیبا پہ فدا یہ شمس و قمر ہیں

آنچل سر پر جب رکھتی ہو
کتنی پیاری تم لگتی ہو

سورج بھی تو شrama جائے
کندن دھوپ میں جب چلتی ہو

رُخ پر پڑتی کرنوں سے
چاند کے جیسے کھلتی ہو

رم جھم رم جھم برکھا ساون
ارمانوں جیسے مچلتی ہو

حمد تو جانے راز تمہارے
تم تو مجھ پہ مرتی ہو!



جدبات کو لفظوں کی قبادیتے لگے ہیں
بجھتے ہوئے شعلوں کو ہوا دینے لگے ہیں

رو لیتے ہیں خود اپنی تمناؤں پر اکثر
احساس کو شبتم کی ردا دینے لگے ہیں

اس درجہ بھی دیوانگی اچھی نہیں صاحب
کیوں چ کی سر عام صدای دینے لگے ہیں

بے خوف ہوئے ایسے ہواں کے ستم سے
پھرے سے پرندوں کو اڑا دینے لگے ہیں

ہم حسِ محبت سے ہیں بیزار جماد
آنسو جو ہیں پلکوں پر گردینے لگے ہیں

سب کا دل سے دھیان رکھنا
نظر میں اپنی پہچان رکھنا

ہنسی ہنسی میں بھی تم وفا کا
چج کا صاحب پیام رکھنا

تونے چھینا جو حق کسی کا
حشر کا ذہن میں میزان رکھنا

وہ دور کہاں گئے صاحب
کتابوں کے اندر نشان رکھنا

جماد دیوانگی نہیں اچھی
اُسکے ملنے کا امکان رکھنا



تم سے میری شکایتیں کیسی
اور دل میں عداوتیں کیسی
زہر دے کر دعائیں دیتے ہو
ظلم کر کے حماقیں کیسی

ہاتھ اپنے ہی کاٹ بیٹھا ہوں
ہوں گی تجھ سے کفایتیں کیسی

قیس کا جب سے مرید ٹھہرا ہوں
جنون میں پھر نصیحتیں کیسی

وہ تو اپنا بھی بن نہیں پایا
اُسکو میری ضرورتیں کیسی
سزا نے ہجرال حماد لازم ہے
اس سزا میں رعائیں کیسی



کیا خوب انداز ہے پیرا ہن کی سجاوٹ تو دیکھئے
چھوڑیئے اسکے جھوٹ کو مسکراہٹ تو دیکھئے

اُنکے انداز سخن کے کیا کہنے مفہوم رہنے دیجئے
پلچل ہے کیسی دل میں یہ سرسر اہٹ تو دیکھئے

اب بھی سنبھال رکھے ہیں برسوں سے تیرے خط
مانا وہ بے وفا ہے اب بھی لگاؤٹ تو دیکھئے

سمجھو نہ تم خفا ہے وہ اُسکا تو یہ انداز ہے
چھوڑیئے خنگی کو آپ تڑپاہٹ تو دیکھئے

میری وفا سے کیسے مگر نے لگے ہیں وہ
اُن گل رُخوں کی یارو بناؤ تو دیکھئے

یادوں کے سارے زخم سجائے ہیں چار سو
آکے ہمارے دل میں سجاوٹ تو دیکھئے

پازیب کی چہنک سے مچتا ہے دل حماد
آمد تو انکی دیکھئے آہٹ تو دیکھئے



چائے تو مل بیٹھنے کا اک بہانہ ہے
اصل میں تو دل کی داستان سنانا ہے

تیز رفتار اس زمانے میں
چائے ہے۔ دوست ہیں۔ اپنا زمانہ ہے

دل کی باتوں کیلئے ہدم بہت ضروری ہے
چائے پینا تو اک بہانہ ہے

لگتا ہے وہ کام سے تھک گیا ہوگا
اُسکو آج چائے پر دیر تک ہنسانا ہے

روٹھنا بھی محبت کا ایک پہلو ہے
بہت ہوچکی چائے پر اُسکو منانا ہے

تیری یادوں کی مہک اور چائے کا ایک کپ
اُسی کینے میں بیٹھا تیرا دیوانہ ہے

بارش کھڑکی چائے اور تمہاری یاد
ان سب کا برسوں سے یارانہ ہے

چائے کا کپ تھامے تم سامنے کھڑی ہو
یہ حقیقت ہے یا کوئی فسانہ ہے

حمد مجھے ان چائے ملاقاتوں کی قسم
تم سدا میرے ہو یہ نغمہ مستانہ ہے



وہ شہباز تھا

(چھوٹے بھائی شہباز احمد بھٹی مرحوم کی دوسری برسی پر)

جو مہربان دل نشین دلگدaz تھا۔ وہ شہباز تھا
ہونٹوں پا کہنسی لیے جو بے نیاز تھا۔ وہ شہباز تھا

دے کے جدائی چل دیا وہ اس جہان سے
جو بہت ہی دل نواز تھا۔ وہ شہباز تھا

سادہ مزاج اور خاموش صفت تھا
سجاد کا ، حماد کا ، ہمراز تھا۔ وہ شہباز تھا

دل تھا حُسین کا وہ جان تھی ایاں کی
بچوں کو جس پر ناز تھا۔ وہ شہباز تھا

بہنوں کی آبرو تھا۔ بھائیوں کی شان تھا
وہ سب کی اک آواز تھا۔ وہ شہباز تھا

تکتی ہے ماں بھی روز و شب اسکا راستہ
جو بچپن سے درد باز تھا۔ وہ شہباز تھا

عامر - ظہیر - شوکت - عرفان اور جاوید
یاروں کے دل کا راز تھا۔ وہ شہباز تھا

حماد اسکو جنت الفردوس ہو عطا
جو غموں کا ایک ساز تھا وہ شہباز تھا



میرا بھائی

(بڑے بھائی میحرب (ریٹائرڈ) سجاد احمد بھٹی کی نذر)

اوروں کیلئے اک عام سا شخص میری توکل خدائی ہے
میرا وہ دوست ہے جو میرا بڑا بھائی ہے

اے بھائی تجھکو صحتِ کامل رہے نصیب
منظور میرے دل کو کب کوئی زخمِ جدائی ہے

تیری نظر میں میری ہے دنیا بسی ہوئی
تیرے سبب ہی سب سے میری شناسائی ہے

تیری میں خیر مانگوں ربِ ذوالجلال سے
سب کا تو دربا ہے میری کبریائی ہے

تیری سلامتی مجھے ہر دم عزیز ہے
میرا تو ایک فخر ہے میری بڑائی ہے

چاہت کا ایک وجود تو پکیر ہے پیار کا
انسان کے دل تک تیری کتنی رسائی ہے

میں ہوں اک ڈھال اُسکے مصائب کیلئے
اُسکے تمام دکھوں سے میری لڑائی ہے

متنا کی محبت ہے وہ شفقت ہے باپ کی
اُسکی دعا حماد میری بگڑی بنائی ہے



لگتا ہے کہ لوگوں میں احساس نہیں ہے
موجود بیرے ساتھ غم شناس نہیں ہے

آتے ہیں نظر مجھ کو فقط رستے ہی رستے
لگتا ہے کہ منزل مجھ کو راس نہیں ہے

وہ کیسے بہاروں کا کوئی لطف اٹھائے
جس شخص کے گماں میں اُگی گھاس نہیں ہے

جس شخص پہ برسا ہے تیرا ابر کرم
اُس شخص کے ہونٹوں پہ لکھی پیاس نہیں ہے

اے شیخ بنے پھرتے ہو سخنی تم بھی
غنی وہی ہے جس نے رکھا کچھ پاس نہیں ہے



حمداد فقط وہ ہیں سرابوں کے مسافر
وہ لوگ کہ منزل کی جنہیں آس نہیں ہے



تونے دیکھی ہیں وہ مر جھائی آنکھیں
بھوک میں برسوں سے دفنائی آنکھیں

روشن ہیں ابھی بچوں کی امیدوں کے دیئے
ماں کی جانب سے ہیں بہلائی آنکھیں

روشنی حد سے زیادہ جو ہوئی شہر میں اپنے
ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں اپنی دھنڈلائی آنکھیں

اک هجوم اکٹھا ہے سر شام محل کے باہر
اور اندر امیر شہر کی ہیں اُکتائی آنکھیں

آج پھر نئے دور کو لکارتی ہیں
کس نے باغی ہیں یہ بنائی آنکھیں

ملک کو لوٹ کے کھا گئی ہیں برسوں سے
پھر بھی بھرتی نہیں ہیں وہ للچائی آنکھیں

گواہی دے رہی ہیں کس کی مجبوری کی
چور بچے کی جھکی ہوئی، گھبرائی آنکھیں

پورے ہوتے دیکھ رہی ہیں سپنے اپنے بچوں میں
ٹیڑھی کمر اور باپ کی دھنڈلائی آنکھیں



کون ظالم انہیں کر گیا اندھا جماد
کھوئے کھوئے پھرتی ہیں یہ بینائی آنکھیں

جوہلے سچ کمالات ہیں روٹی کیلئے
قول فعل میں تضادات ہیں روٹی کیلئے

رات دن بیچتے ہیں ضمیر اپنے
سب کے اپنے مفادات ہیں روٹی کیلئے

مرید تو مر گیا ہے فاقوں سے
اور پیر کی کرامات ہیں روٹی کیلئے

قلم بیج رہے ہیں لکھاری میرے
بیج ڈالی تخلیقات ہیں روٹی کیلئے

صحح سے منتظر ہوں دبلیز امیر پر
دکھاوے کی ملاقات ہیں روٹی کیلئے

گروی رکھ دیتے ہیں انا تک اپنی
کئی لوگ بے اوقات ہیں روٹی کیلئے

چاہتے ہو جو اگر ذہنی سکون
راہ مولا بہت صدقات ہیں روٹی کیلئے

ہے وہ رازق تو پریشانی کیسی
کیوں دل میں خدشات ہیں روٹی کیلئے

مہنگی روٹی ہے تو غم سنتے ہیں حماد
کتنے ہمیں صدمات ہیں روٹی کیلئے



ماہِ تمام

میرے چندا

دیکھ کر تیری ماہِ جبیں

تم کو ماہ پارہ کہوں

دیکھ کر تمہاری آنکھوں کو

ایک روشن ستارہ کہوں

لپکتا ہوا اک شرارہ کہوں

روشنی کا نظارہ کہوں

حسن کا استعارہ کہوں

جو ہے سرتاپا

ماہ رو

ماہ وش

جسکی ایک مسکان سے

جسکی پلکوں کے ایک فرمان سے

آدھا چاند بھی

نظر آئے

سرِ شام

ماہِ تمام

بینے لمحوں کو یاد کرتے ہیں
اپنے پیاروں کو یاد کرتے ہیں

چوت لگتی ہے جب نئی کوئی
پرانے زخموں کو یاد کرتے ہیں

جو گلستان اُجڑ گیا ہے
اُس کے پیڑوں کو یاد کرتے ہیں

ایک لمحہ جو رائیگاں ٹھہرے
گزرے سالوں کو یاد کرتے ہیں

ڈوبتا دیکھ کے سورج
سرخ ہاتھوں کو یاد کرتے ہیں

فضا ے غم میں حماد ہم لوگ
گزری خوشیوں کو یاد کرتے ہیں



سانحہ

گاتے تھے
زندگی خوشیوں بھری بستی تھی
ایک دوسرے کی سُنگت سے مہمیتی تھی
زندگانی حسین تھی
دھنک کی طرح رنگین تھی
پھر ان دونوں کی خوشیوں کو نظر لگ گئی
ایک سانحہ ہو گزرا
کچھ یوں ہوا
کہ دونوں کی آپس میں
شادی ہو گئی



شب و روز
ایک دوسرے کا انتظار کرتے تھے
سچ جذبوں کا اظہار کرتے تھے
محبتوں
الفتوں
قربتوں
عقیدتوں
کا اقرار کرتے تھے
ورنہ فون پر ڈھیروں با تیں کرتے تھے
صح سے شام اور شام سے راتیں کرتے تھے
ہنسنے تھے
تاروں کی طرح جمکتے تھے
مسکراتے تھے
خوشیوں بھرے سُنگت

اماوس

اماوس شب کے آخری پھر میں
جب ساری دنیا محو خواب ہے
ایک حستاس اڑکی
پارک کے ایک درخت کے نیچے
سرکاری کھبے کی روشنی میں
چھم چھم کرتی بکھرتی کرنوں کے سائے میں
اپنی گھری سوچوں سے بر سر پیکار ہے
پتھر کے ٹھنڈے بیچ پر بیٹھی
اپنی گزری یادوں پہ سوگوار ہے
اور اپنی کتاب زندگی کو پڑھتی بار بار ہے
ہر ورقِ زیست پہ ایک عجج تکرار ہے
ہر تلخ یاد کے ورق کو الٹتی جاری ہے
اور اپنے ہنائی ہاتھوں سے ہر ورق کو
چھاڑتی جاری ہے

وہ قرطاس محبت تو ختم ہو گئے لیکن
اب بھی وہ مخفیے کاشکار ہے
کیا دل پر کسی کو اختیار ہے
پھر بھی بھور سے
وہ حساس اڑکی
اپنی ہم جولیوں سے کتراتی ہے
پھر اپنی بوجھل روح پر
سوچوں بھری رات کو
جلاتی ہے
سرکش بغاوتوں کو
تھپتھپاتی ہے
اپنے تھکے ماندے جسم کو
سہلاتی ہے
رات کے پچھلے پھر کو
اپنی رستی انگلیوں پر

دعاوں کے پھاہے رکھنے کو
رب سے گرٹ گرٹاتی ہے
خاموش ہونٹوں سے
کسی کا نام
بُڑ بُڑاتی ہے
اپنی بچھل پلکوں پر
حسین سپنوں کی امیدیں
لہراتی ہے
پھر امیدوں کے دیپ جلا کر
نند کی وادی میں
تھک کرسوجاتی ہے



Daily Routine

وہ روزانہ صحح اٹھتی ہے
اور گرانی طبع کیسا تھ
دن بھر
اپنے دل میں پوسٹ
یادوں کی کرچیاں
اپنی نازک سی پوروں سے
ایک ایک کر کے
چنتی ہے
زندگی کے آڑھے تر چھے
زاویئے بناتی ہے
پھر ان ٹیڑھے میرھے نقوش کو
اپنے آنسوؤں سے مٹاتی ہے
اپنی جھیل سی گھری آنکھوں سے
اشک بہاتی ہے

کا جل کو اپنی سُند رآنگھوں میں
پھیلاتی ہے
کسی کے نام پر کسماتی ہے
دن بھرا پنے پلو میں
سب سے چھپاتی ہے
اپنے بھیگتے کا نیت
دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر
دعماً فتی ہے
اُس کے لئے
جو اب کسی اور کا وفادار ہے
اور سب کچھ بھولے کیلئے
اپنے لئے
خدا سے طلبگار ہے



پاگل لڑکی

شام سے
تیز برستی بارش میں
سرمی بادلوں کی گرج چمک میں
آنچل اڑاتی
شور مچاتی
آنسو چھپاتی
ٹپکتی زلفوں
بھیگے بدن کے ساتھ
ہاتھ میں بند چھتری تھامے
دامن بھلوئے جا رہی ہے
بند آنگھوں سے ٹپ ٹپ
روئے جا رہی ہے
وہ پاگل لڑکی
اب بھی ہے منتظر

کہ آئے گا کہیں سے
اسکا بچھڑا ہم سفر
اور اپنارین کوٹ اتار کر
اسکے بھیگے شانوں پہ ڈال دے گا
اور اسکے ٹوٹے وجود کو استقلال دے گا
ہے نہ پا گل اڑ کی!



حال ہوتا ہے کیسا غربت سے
صف ظاہر ہے میری رنگت سے

خود ہمارا ہی معتقد نکلا
ہم نے دیکھا تھا جسے عقیدت سے

جسکو دیکھے بنا قرار نہیں
اُسکو دیکھا نہیں ہے مدت سے

گرچہ خلعت ہے اپنی بوسیدہ
اوڑھ رکھی ہے پھر بھی چدّت سے

پھاڑ ڈالے گا اُسکی نفرت کو
خط جو لکھا گیا ہے الفت سے

آب پیتا ہوں جس قدر حماد
پیاس لگتی ہے اور شدّت سے



گھنگرو باندھے پاؤں میں
رُص کروں دریاوں میں

بے پر پچھی اڑتا ہے
کتنی تیز ہواوں میں

ہے دستور زمانے کا
اپنے ڈھونڈ پراوں میں

خیر ہے میری نیکی کی
ہے اخلاص خطاؤں میں

کس کو دیکھ رہا ہے تو
اُترا کون فضاوں میں

کرتا ہوں میں یاد اُسے
اپنی نیک دعاوں میں

مجھ کو یاد حماد نہیں
تیرا جرم سزاوں میں



وہی انسان سب کی جان ہوتے ہیں
جو بخیر دھرتی کیلئے آسمان ہوتے ہیں

رکھتے ہیں وہ اوروں سے ذرا درد زیادہ
یوں تو کہنے کو طبیب بھی انسان ہوتے ہیں

پھول کا قائم ہے بھرم خوشبو سے
اپنوں سے دور رہنے والے نادان ہوتے ہیں

چائے کی میز پر میٹھی باتوں کے ساتھ
پچھلے لوگ تو غصب کے میزبان ہوتے ہیں

ہیں بہت ہی عزیز خدا کو وہ لوگ
ماہیسوں کیلئے جو امیدوں کا جہاں ہوتے ہیں

حمد جب بھی بولو، سونچ سمجھ کر بولو تم
الفاظ شخصیت کا ترجمان ہوتے ہیں



لو میں ہار گیا

آج وہ مجھ سے روٹھ گئی تھی
بات ہی کچھ ایسی تھی شاید
میں بھی غصے میں اسکو
گاڑی میں بٹھا کر
اسکو گھر چھوڑ نے نکل پڑا تھا
اسکو اسکے گھر کے سامنے
اُتار تودیا لیکن وہاں سے
بیٹھن لینا مشکل تھا
ایک طرف میں تھا اور
دوسری جانب دردِ نکل تھا
میں گاڑی سے اُترنا
اور خاموشی سے
اپنی انکے بٹ کا سر اُتارا
اور اپنی روٹھی محبت کے قدموں میں رکھ دیا
اور بولا
”لو میں ہار گیا“
اوہم دونوں
اکٹھے خاموشی سے
والپس چل دیئے۔



کتنا خود میں بدل گیا ہے
گر کے شاید سنجل گیا ہے

روگ ہوگا اُسے محبت کا
اپنی آتش میں جل گیا ہے

ایک سورج تھا شام سے پہلے
میری آنکھوں میں ڈھل گیا ہے

سوچتا ہوں کہ وہ مسافر بھی
انجان را ہوں پہ نکل گیا ہے

کوئی لمحہ تھا برف کی صورت
پڑی جو دھوپ پگھل گیا ہے

چھوڑ کر اُسکی خاطر، سب اپنے
وہ اکیلا جانب مقتل گیا ہے

ایک قطرہ تھا وہ سمندر کا
اشک بن کر اُچھل گیا ہے

قتل کر کے اپنی آرزوؤں کا
خون چہرے پہ مل گیا ہے

حمداد اُس پر یقین کیسے کروں
آج کہہ کر وہ کل گیا ہے



اٹھیلیاں

میں نے پوچھا یہ تم بار بار کیوں ناراض ہوتی ہو؟
وہ بولی : ناراضگیاں تو محبت کا ایک مان ہوتا ہے

میں نے پوچھا یہ غصہ بار بار اس قدر کیوں؟
وہ بولی : یہ تو چاہتوں کا ایک امتحان ہوتا ہے

میں نے پوچھا یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ضد کیوں؟
وہ بولی : جب بھی تمہاری اور زیادہ توجہ کا ارمان ہوتا ہے

میں نے پوچھا ہر بار میں ہی کیوں تمہیں مناتا ہوں؟
وہ بولی حضور ہر بار اس ناجیز پر آپکا احسان ہوتا ہے

میں نے بتک کر جب پوچھا اگر کبھی میں منانے نہ آیا تو؟
وہ ہنس دی : محبت میں جو خڑے نہ اٹھائے وہ نادان ہوتا ہے

میں نے پوچھا تم اس قدر جلد کیسے مان جاتی ہو؟
وہ بولی : ارے پگلے میرا مقصد صرف تمہاری مسکان ہوتا ہے

میں بولا چلو بابا میں ہارا تم جیت گئیں
وہ بولی : محبت تبھی ممکن جب کوئی اپنی انا پر قربان ہوتا ہے

میں نے پوچھا اسقدر رُّعْم ہے تمہیں اپنی اٹھیلیوں پر
وہ بولی : مجھے معلوم ہے درگزر کرنا ہی حکمت کی شان ہوتا ہے

میں نے پوچھا اس صنم خانے کے پچاری کو آخر تم کیا سمجھتی ہو!
وہ بولی : سچا پیار وہی کرتا ہے جو اندر سے انسان ہوتا ہے



عورت

کائنات کی جو ایک زینت ہے
درحقیقت وہی تو عورت ہے

ہر زمانہ گواہی دیتا ہے
گھر گھر کی یہی تو عصمت ہے

بیٹی ہو تو رونق ہے وہ آنگن کی
بھائی اور باپ کی وہ عِفت ہے

وہ ہر رشتے کا ہے روپ بنا
ہر رشتے کی وہ نکتہ ہے

اپنے بابا کی آبرو ہے وہ
اپنی ماں کی مگر محبت ہے

یہ غلط ہے کہ گھر نہیں اُس کا
وہ تو ہر گھر کی ایک نعمت ہے

ماں کا رتبہ ملے ہے جسکو
اُسکے پاؤں میں ہی جنت ہے

اُسکی عظمت بیان کیسے ہو
وہ ہر گھرانے کی شان و شوکت ہے

اُسکے دم سے ہیں راحتیں جماد
جان و دل کی یہ ایک مسرت ہے



باپ

بستے گھروں کی جان ہوتا ہے باپ
اپنے بچوں کیلئے گیان ہوتا ہے باپ

کس قدر کٹھن ہو اس کیلئے پھر بھی
اپنا آپ گنو کر قربان ہوتا ہے باپ

کالر پھٹا ہی سہی جیب خالی ہی سہی
پھر بھی ننگے سروں کا سائبان ہوتا ہے باپ

کمر ٹیڑھی جواب دے گیا ہو جسم پھر بھی
عمر اپنی لٹا کر بھی جوان ہوتا ہے باپ

مانا کہ بہت پڑھ چکے ہو تم بچو لیکن
آگئی، تجربہ اور عرفان ہوتا ہے باپ

پوچھو جا کر ذرا سنسان درپچوں سے
بچوں کیلئے کیسے پریشان ہوتا ہے باپ

آنڈھی ہو طوفان ہو یا انڈھیری رات
ہر موسم میں گھر کا نگہبان ہوتا ہے باپ

کبھی ایسا نہ کرو کہ ٹوٹ جائے بھرم حماد
جیسا بھی ہو گھر کا ایک مان ہوتا ہے باپ



جگری یار

(راجہ منصور احمد کے نام)

میرا جان سے پیارا یار
بستا ہے راوی کے پار

دھوپ ہو یا کہ چھاؤں ہو
مجھ کو لگے وہ اک چھتنار

آنے نہ دے صدمہ مجھ کو
میرے لیے ہے اک دیوار

ایک سنسان گلی ہوں میں
وہ ہے خوشیوں کا بازار

بنخش مجھ کو مہکاریں
میرے لئے وہ سدا بہار

منصور کی مانگوں خیر صدا
مانگوں یہی دعا ہر بار

شعر حماد کہے ہیں جس پر
حماد کا ہے وہ جگری یار



چنیوٹ

بھولتے کب ہیں اظارے چنیوٹ کے
بہتا ہے چناب کنارے چنیوٹ کے

شہر چھوٹا ہے مگر لوگ ہیں نایاب بہت
محبتوں بھرے ہیں لوگ سارے چنیوٹ کے

کام لکڑی کا بہاں مشہور ہے
ہیں مجھے سب لوگ پیارے چنیوٹ کے

اسمیں گنجتی ہیں اذانیں چہار سو
یاد آئیں شاہی مسجد کے منارے چنیوٹ کے

تاریخ پڑھ کے دیکھ لو غور سے صاحبو
پوری دنیا میں چھلے ہیں بنجارتے چنیوٹ کے

بچپن کی سب بہاریں یاد ہیں
میں نے ہیں دیکھے چاند تارے چنیوٹ کے

یہ بھی دیکھا ہے دل کی آنکھوں سے جماد
ہیں بہاں کچھ غم کے مارے چنیوٹ کے



قیامتِ محیٰ ہے وباوں کے دن ہیں
کرونا کی ہر سو بلاوں کے دن ہیں

بھلایا تھا محشر کو اہل جہاں نے
مگر ان دنوں ان سزاوں کے دن ہیں

بکھری ہوئیں ہر سو پیاروں کی لاشیں
بد نصیبوں پہ یہ عزاؤں کے دن ہیں

فضاؤں میں معموم گونجی صدائیں
دلوں کو رلاتی ہواوں کے دن ہیں

فقیر و غنی سارے کیجا ہوئے
خدا کی دلکش یہ عطاوں کے دن ہیں

سمیے ہوئے ہیں گھروں میں سمجھی
یہ اپنوں سے قرب و فاؤں کے دن ہیں

ہمت ہو عطا میرے خدا یا انہیں
زمیں پر خلق مسیحاوں کے دن ہیں

قیامت سے پہلے قیامتِ جہاد
یہ توبہ کے دن ہیں دعاوں کے دن ہیں



ہر کسی کی کڑوی باتیں پی جانا بھی حکمت ہے
دل میں چھپا کے درکسی کا ہنس کر جینا بھی عظمت ہے

اپنے دل پہ زہر کے نشر خاموشی سے سہتے رہنا
کسی سے بھی کچھ گلنہ کرنا ہوتی یہی تو ہمت ہے

ڈھونڈ رہا ہوں خوشبو لمحے نفرت کی اس پت جھڑ میں
قیس کا ہم عصر ہو کر جینا یہی تو یار محبت ہے

مقتل کی دیواروں پہ ہر سو خون کے چھینٹے ہیں
اہل دل کی دنیا میں کیسی عام یہ دعوت ہے

مزدوروں کو چاہے دو ناں کپڑا اور مکان
اُن کیلئے تو مہنگی سب سے عزت والی اُجرت ہے

ایک جدائی کے صدمے نے کر دی اُسکی خستہ حالت
دیوانوں کی طرح پھرنا اب تو اُسکی عادت ہے

حماڈ تولٹ کے آیا ہے شہر یاراں چھوڑ کے جب سے
اب بھی اُسکی باتوں میں ذرا ذرا سی نکھلت ہے



اُس نے کیا برباد مجھے بس ہنسنے ہنسنے
عمر لگ گئی پھر مجھ کو یونہی بستے بستے

جیت نہ پایا اس سے آخر کیسے میں
ہار گیا ہوں کیسے اُس سے لڑتے لڑتے

زخم لگائے اُس نے جو بھی روح کے اندر
صدیاں لگ گئیں آخر انکو بھرتے بھرتے

ایسے اُس نے تیر چلائے جیون پر
آج بچا ہوں آخر کیسے مرتے مرتے

آنندھی ایک چلی تھی اُسکی یادوں کی
تھم ہی جائے گی آخر یہ تھمنے تھمنے

اُن لفظوں کو جوڑ رہا ہوں اب تک میں
جب وہ ہوا خاموش یونہی کچھ کہتے کہتے

میرا سندیسہ دے اُسکو جا کر کوئی
جان نکل نہ جائے ہجر کو سہتے سہتے

ساتھ نہ چھوڑا میرا اُسکی یادوں نے
قریہ قریہ بستی بستی رستے رستے

جانے کیسی فطرت ہے انسان کی یہ
آخر کا رسنبحل جاتا ہے گرتے گرتے

کیسے اُسکی یاد بھلاوں اپنے دل سے
دیپ یہ پھر سے جل اٹھتا ہے بجھتے بجھتے

اُسکی یاد میں یار حماد ہوا ہوں پتھر
خشک ہوئی ہیں آنکھیں میری بہتے بہتے



کبھی جیتا ہوں کبھی مرتا ہوں مگر چپکے سے
دم مسحور کا بھرتا ہوں مگر چپکے سے

محِ حیرت ہوں تیرے ہوتے ہوئے مولا
ان خداوں کو دیکھ کے ہنستا ہوں مگر چپکے سے

اپنے اشکوں کی نمائش نہیں کرتا میں
مرد ہو کے بھی روتا ہوں مگر چپکے سے

میرے پچے جو نکلتے ہیں کبھی گھر سے باہر
دنیا بھر کے پھوں کو دعا دیتا ہوں مگر چپکے سے

دن بھر کی مشقت سے میں چُور حماد
خود ہی تھکنے ہوئے اٹھتا ہوں مگر چپکے سے



مولا

میرے قلم کی جو بھی صدا ہے مولا
بسیجی وہ تیری عطا ہے مولا

جی رہا ہوں دیارِ غم میں بھی
کرم یہ مجھ پ کیا ہے مولا

تیرے کرم سے ڈھکا ہوا ہوں
یہ رحمتوں کی قبا ہے مولا

نہیں ہے جسکا جہاں میں کوئی
اُسی کا تو آسرا ہے مولا

مرلوں تو لب پر ہو نام تیرا
میرے یہ دل کی دعا ہے مولا

حمد کے کر لے تو سجدے قبول
تیرے ہی آگے جھکا ہے مولا



جو بھی ہیں سنجیدہ لوگ
رہتے ہیں رنجیدہ لوگ

ظاہر میں آسان لگے ہیں
اندر کے پچیدہ لوگ

یار ہرے ہوں کیسے وہ
جو ہوں عمر رسیدہ لوگ

ہم کو وہ کچھ خاص لگے ہے
یونہی نہیں گرویدہ لوگ

پتھر کو بھی شیشہ سمجھیں
کتنے ہیں کم دیدہ لوگ

ایک ہجوم دکھوں کا ہے
مر نہ جائیں چیدہ لوگ

خواب میں دیکھے یار جماد
ہم نے کچھ برگزیدہ لوگ



چاندنی شب پت جھڑ موسم اور ڈھلنی شام ہے
وہ سورج بھی ڈوب چلا ہے جو کہ تیرے نام ہے

چاند کی کنہت اور مہکی مہکی یادیں ہیں
آڑھے تر پھٹے خط یہ میرے پھر بھی یہ ناکام ہیں

کتنے دھوکے کھاؤ گے نفترتوں کے شہر میں
ان دنوں بازار میں مطلب پستی عام ہے

پنچھیوں نے اُڑ کے مجھ کو بات یہ سمجھائی ہے
شام ڈھلنے تو گھر کو جانا اچھا یہ اقدام ہے

چاہو گے جب تم کسی کوتم پہ یہ کھل جائے گا
ایک دربا پہ کس طرح یہ زندگی نیلام ہے

مڑ کے بھی ہدم دیرینہ نے مجھ کو دیکھا ہی نہیں
چاہتوں کا اس جہان میں کیا یہی انجام ہے

ایک دیوانے کی مانند پھرتے ہو تم حماو
کہہ رہا ہے وقت تجھ سے اب تجھے آرام ہے



آج خود کو بھلا کے بیٹھا ہوں
وفا کا دیپ جلا کے بیٹھا ہوں

مذوق سے خاموش تھے جو
درد وہ بھی جگا کے بیٹھا ہوں

کہاں سے لاوَنْ گھنی وہ چھاؤں
دھوپ میں خود کو بُلَا کے بیٹھا ہوں

تیری یادوں کی آئے گی خوشبو
دل کے غنچے کھلا کے بیٹھا ہوں

حمد کوئی نہیں بیہاں اپنا
ہاتھ سب سے ملا کے بیٹھا ہوں



جانے کیسا یہ عذاب ہے
چھرے چھرے پہ نقاب ہے

کرونا تیرے ہاتھوں سلام سے بھی گئے
اب تو بس دور سے آداب ہے

ہر کام بند ہے پڑا ہوا
ہر ہاتھ میں ایک حفاظتی کتاب ہے

ایسے بند پڑے ہیں گھروں میں اب
باہر جانا تو محض اک خواب ہے

شُن شُن کے بیماریوں کی خبریں
دل اداس اور حالت اپنی خراب ہے

اب بھی توبہ نہیں کرتا انسان
کیسا بگڑا ہوا یہ نواب ہے

ہم تو بہت اداس ہیں آجکل
کیا حال اب آپکا جناب ہے



پوری رات کا جوبن ہے
اس میں کھڑی وہ چندن ہے

نظارہ ہے ایک قیامت
اور پلکوں کی چلن ہے

بیری کے نیچے گم سم وہ
اور پائل کی چھن چھن ہے

کس کی مہک سے جاگ اٹھا
صندل اسکا جوبن ہے

شیشے کی دیواریں ہر سو
پتھر میرا جیون ہے

چیت رُتوں کا چاند کوئی
پہلی رات کی دہن ہے

دیکھ رہا ہوں خود کو اس میں
اس کا چہرہ درپن ہے

اُس کو دیکھ کے رک جائے جو
میرے دل کی دھڑکن ہے

آنکھوں میں آنسو فرقت کے
برکھا رُت کا ساون ہے

جو حماد کہے ہیں شعر
یہ سب اسکا ہی بھجن ہے

